Regd L. No. 2595 رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd L. No. 2595 | ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار | رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا (۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل وصحیح جواب دینا (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

النور

يهدي الله لنوره من يشاء

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے

〃 ششماہی 〃 〃 ۱۲ آنے

〃 سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ روپے

〃 امراء 〃 ۵ روپے

〃 ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

جلد ۲۵ | اخبار نور قادیان دارالامان مؤرخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۸ رجب ۱۳۵۴ھ | نمبر ۶

دوستوں کی توجہ کے لئے

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالا رہا ہے۔ دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں، ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا یقیناً اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے، نور کی اشاعت اس قدر قلیل ہے کہ اس کے اظہار کے لئے قومی وقار مانع ہے۔ اور اسوقت نور آٹھ سو (۔/۔/۸۰۰) روپے سے زیادہ کا مقروض ہے۔ لہٰذا دوستوں کا یہ فرض ہے کہ اس نازک وقت میں اس تبلیغی پرچہ کی اعانت کے لئے آگے بڑھیں۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہوں گے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں اور پھر وہ کون سے دوست ہوں گے جنہیں نور جیسے غازی پرچہ کی خریداری کیلئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے، اسلام کیلئے اپنے پہلو میں دردمند دل رکھنے والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے سکھوں اور آریوں کے نام پرچہ جاری کرا دیں۔ بعض دوست اپنا پرچہ ہی سکھوں اور آریوں کے نام منتقل کرا دیتے ہیں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ الٹا نقصان ہے۔ غیر مذاہب میں اپنے پرچے کے علاوہ دوسرا پرچہ جاری کروانا چاہیئے۔ ان دنوں خاکسار ایڈیٹر نور کی توجہ کا بیشتر حصہ فرقان کریم کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی طباعت کی طرف ہے، اور نور کے قرضے کا بوجھ میری اس توجہ کے انتشار کا موجب ہے جس سے ان ہر دو نیک کاموں کی تکمیل پر برا اثر پڑ رہا ہے، لہٰذا اس نازک وقت میں دوستوں کا یہ فرض ہے کہ وہ نور کی اعانت کے واسطے آگے آئیں زیادہ نہیں تو کم از کم ہر ایک خریدار اگر ایک ایک بھی نیا خریدار مہیا کر سکے تو نور کے مالی مشکلات ایک ہفتہ کے اندر ہی طے ہو سکتے ہیں۔ خدا کرے کہ میں آئندہ اشو میں ان ہی کالموں میں ہی نور کے معاونین کا نہ صرف نام بنام شکریہ ہی ادا کروں۔ بلکہ دعا کیلئے بھی تحریک کر سکوں۔

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام محمد پرنٹر چھپا اور دفتر محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہندو مذہب پر اسلام کا احسان

اگر غور سے ہندو مذہب کے لٹریچر کی اوراق گردانی کی جائے تو نمایاں رنگ میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہندو فرقوں کے اصلاحی پروگرام کا ماخذ اسلام ہی ہے، کچھ عرصہ ہوا شری یت رامانند چٹرجی پردھان ہندو مہاسبھا سورت نے اپنے صدارتی خطبہ میں یہ کہا تھا کہ "اگر دیگر مذاہب ذات پات کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندو دھرم زندہ نہ رہے، ذات پات کا قلعہ اب توڑنا پڑے گا، اور ہندو سماج میں مساوات کا اصول ویسے ہی رائج کیا جائے، جیسا کہ اسلام میں ہے" شری یت رامانند چٹرجی نے بہت ٹھیک کہا کہ اسلام کی اخوت اور مساوات بے نظیر ہے اور ہندو سماج کو اس کی ہی پیروی کرنی چاہیئے، کیونکہ اس کی پیروی یا نقش قدم پر چلنے کے لئے صاحب موصوف کو ہندو سماج اور ہندو گرنتھوں میں کوئی مثال نہیں مل سکتی، بلکہ ہندو لٹریچر اور اس کا عمل اسکے برعکس ہے منو سمرتی میں اچھوتوں کے متعلق جن خطرناک احکام کا اجراء کیا گیا ہے، وہ پریس میں بارہا آچکا ہے، اور کافی شہرت پا چکا ہے، لہٰذا اس کے اندراج کی یہاں چنداں ضرورت نہیں، علاوہ ازیں شری رامچندر جی مہاراج نے کہلانے والے شوبنک شودر کو محض اس لئے قتل کر دیا، کہ یہ نجات کی امید پر جنگل میں تپسیا کر رہا تھا حالانکہ اس نے کوئی چوری یا ڈاکہ زنی کی واردات نہیں کی تھی اور اس واقعہ کا ذکر رامائن میں بھی موجود ہے، لہٰذا یہ ثابت شدہ امر ہے کہ موجودہ آریہ سماج کے کیمپ سے جو کبھی کبھی مساوات یا شدھی کی آواز بلند ہوتی ہے، یہ بات آریہ سماج نے اسلام سے لی ہے، جس کی طرف رامانند چٹرجی سابق پردھان ہندو مہاسبھا نے بھی راہ نمائی فرمائی۔ اور ہر ایک محقق انسان کو اس امر کا اعتراف کرنا پڑیگا، کہ نہ صرف تحریک شدھی ہی بلکہ ہر ایک اصلاحی تحریک کو آریہ یا ہندو سماج نے اسلام سے ہی لیا، مثلاً آپ عقیدہ توحید کو ہی لے لیجئے، برہمنی مذہب میں عناصر پرستی یعنی آگ، پانی، ہوا، سورج، چاند وغیرہ کی پوجا کا دور دورہ تھا، برہمنی مذہب کے بعد وام مارگ، اور شومت وغیرہ نے جگہ لی، وام مارگ، اور شومت میں جن معیوب چیزوں کی پوجا ہوا کرتی تھی میں پسند نہیں کرتا کہ اس کا یہاں ذکر کروں، علاوہ اس قسم کی ناگفتنی پوجا کے شومت والوں میں بھنگ نوشی کا بھی بہت رواج تھا چنانچہ ان کے ہاں یہ ایک مشہور قول ہے ؎

بھنگ گنگ دو بہن ہیں رہتی شو کے سنگ
لڈو کھانی بھنگ ہے تو ترنتارنی گنگ

شومت وغیرہ کے بعد بدھ مذہب اور جین مت کا دور دورہ ہوا، جو ویدوں سے بیزار تھے، اور خدا سے انکار۔ ہاں ہندو مذہب یا ہندو لٹریچر میں شنکر آچاریہ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے **"ایکو برہم ذوتیا ناستے"** کی آواز بلند کی، یعنی ایک خدا ہی قائم بالذات ہستی ہے اور سب فانی یعنی **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** - اب دیکھنا یہ ہے کہ سوامی شنکر آچاریہ نے یہ توحید کا عقیدہ کہاں سے لیا، ویدوں سے یا قرآن مجید سے، تحقیق اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ شنکر آچاریہ جی نے یہ عقیدہ اسلام سے لیا، جس کا مختصر ثبوت یہ ہے، کہ سوامی شنکر آچاریہ دراواڑ یعنی مالابار کے رہنے والے تھے، اور یہ آٹھویں صدی کے اخیر میں ملک مالابار میں پیدا ہوئے، اور اسوقت تک بوجہ سمندر کا ساحل ہونے کے مالابار میں کافی مسلم تاجروں کی آمد و رفت ہو چکی تھی بلکہ بعض عرب تاجروں نے وہاں اپنی مستقل رہائش ہی اختیار کر لی تھی، مسلمانوں کا ہندوستان میں پہلا داخلہ ۶۳۶ء میں بذریعہ ابوالعاص عامل یمن ہوا، دوسرا ورود ۶۶۴ء میں بذریعہ امیر مہلب - تیسری آمد بذریعہ محمد بن قاسم ۷۱۲ء میں جیسا کہ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں بوجہ سمندر کے ساحل ہونے کے ۸۰۰ء تک مالابار میں مسلمان تاجروں کی کافی آمد و رفت ہو چکی تھی، چنانچہ اس کا یہ ثبوت ہے کہ مسعودی ۹۸۰ء کے قریب کالی کٹ تک مالابار میں آیا وہ کہتا ہے کہ یہاں یعنی مالابار میں عمان، بصرہ، بغداد کے بہت سے مسلمان آباد ہیں، جنہوں نے یہیں کے باشندوں میں بیاہ شادی کر کے سکونت اختیار کر لی۔ ان کی تعداد دس ہزار (۱۰۰۰۰) ہے، یہاں کے مسلمانوں کا رئیس ابوسعید معروف بن زکریا ہے۔ لہٰذا اس سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ شنکر آچاریہ کے پیدا ہونے کے وقت مالابار میں نہ صرف مسلمان تاجروں کی کافی آمد و رفت ہی تھی بلکہ انہوں نے وہاں مستقل سکونت بھی اختیار کر لی تھی، اور دیسی باشندوں کے ہاں انکی رشتہ داریاں بھی ہو چکی تھیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ آچاریہ جی نے نور توحید نور اسلام سے ہی حاصل کیا، اس کے دو ثبوت ہیں، اول تو یہ کہ اس سے قبل ہندو مذہب میں جس قدر ریفارمر آئے کسی نے توحید کی طرف رہنمائی نہیں فرمائی، دوم شنکر آچاریہ کی شرافت نے اشارۃً اور کنایۃً بھی اس بات کو پسند نہ کیا، کہ جس مذہب یا جن لوگوں کے ذریعہ انہوں نے اس توحید کی نعمت کو حاصل کیا، اس کے برخلاف کوئی سوء ادبی کا کلمہ زبان پر لائیں، حالانکہ اس وقت مالابار میں کافی مسلمان آباد ہو چکے تھے، اس ضمن میں میں ایک اور بات کا بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ خود فہمیدہ ہندوؤں کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ:- "اسلام بوجہ اپنی خوبیوں کے ہندو مذہب پر غالب آگیا، چنانچہ لالہ کانشی رام صاحب وکیل اپنی کتاب "ایشور درشن" میں لکھتے ہیں کہ "اسلام کی وحدانیت کے سامنے آریہ ورت کی بت پرستی نے سر جھکا دیا، بت پرستی اور شرک خدا پرستی کی تاب نہ لا سکے" آنجہانی لالہ لاجپت رائے صاحب فرماتے ہیں کہ "ہندو دھرم کی بوسیدہ دیوار اسلام کے زبردست وحدانیت کے گولہ کے سامنے نہ ٹھہر سکی" توحید پر ہی کچھ منحصر نہیں اس کے علاوہ جسقدر بھی اصلاحی تحریکیں ہندو مذہب میں رائج ہوئیں وہ سب کی سب اسلام ہی سے اخذ کی گئیں اور انشاء اللہ میں اپنے آئندہ مضمون میں اس پر کسی قدر وضاحت سے روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا، خدا مجھے توفیق دے۔

شذرات

شاہان اسلام کی رواداری

۳۰ ستمبر کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "اشوک کے وقت میں ہندوستان آپ اپنا حاکم تھا، اکبر کے غیر ہوتے ہوئے بھی ہندوستان میں ہندوستانیوں کی حکومت تھی" یہ امر واقعہ اور تاریخ بہترین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاہد ہے کہ شاہان اسلام نے رواداری کا وہ نمونہ دکھلایا۔ فی زمانہ جس کی مثال ملنی بہت مشکل ہے، ان کے عہد میں وزارتوں کے علاوہ سپہ سالاری تک کے عہدوں پر بھی ہندوؤں کو سرفراز کیا گیا، غرضیکہ شاہان اسلام نے رواداری کی وہ بہترین مثال قائم کی کہ جس کے لئے ہندو اور مسلم کی تمیز اُٹھا دی گئی اب جو بعض ہندوؤں کی طرف سے خواہ مخواہ شاہان اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے یہ محض تعصب کی وجہ سے ہے، کہا جاتا ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے بزور شمشیر اسلام پھیلایا، اگر ایسا ہوتا تو اس وقت ہندوستان میں بہت کم ہندو نظر آتے، مسلمان بادشاہوں کا دارالخلافہ ہمیشہ ہی دہلی رہا اور لطف یہ کہ دہلی کے گرد و نواح ہی میں زیادہ تر ہندوؤں کی آبادی ہے۔

اب یہ لبنتر دیوتا آگ کیوں بن رہا ہے

۲۱ ستمبر کا پرتاپ مسلمانوں کو مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "ویسے بھی اقتصادی بائیکاٹ کا حربہ ایک کمزور اور ناکارہ حربہ ہے، تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ بہت دیر تک چل نہیں سکتا"۔ میں خود ذاتی طور پر بائیکاٹ کا حامی نہیں، مگر کم از کم پرتاپ کی زبان سے تو یہ الفاظ زیب نہیں دیتے جب کانگرس نے انگریزی مال کا بائیکاٹ کیا تو اسوقت پرتاپ کانگرس کے پراپیگنڈے کا ذریعہ کیوں بنا ہوا تھا، اس وقت اس ناصح مشفق کا تجربہ کہاں گیا ہوا تھا، ایسے ہی موقع پر پرائے گھر کو لگے تو لبنتر دیوتا اور اپنے گھر کو لگے تو آگ کہا جاتا ہے۔

کیا ہندو پریس نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا؟

۲۱ ستمبر کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "ہندوؤں کو اقتصادی بائیکاٹ کے معنی بھی کیا ہیں، شہید گنج کے سوال سے ان کا کوئی تعلق نہیں، یہ جھگڑا خالص مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان ہے، نہ ہی ہندوؤں نے اس سوال میں کوئی دلچسپی لی ہے"۔ پرتاپ اور ملاپ وغیرہ کے فائل اس امر کے بہترین گواہ ہیں کہ انہوں نے اس معاملہ میں نہ صرف دلچسپی لی بلکہ ایک گونہ پارٹی کا فرض ادا کیا، اور مسلمانوں کا ہندوؤں پر یہ گلہ ہے کہ انہیں ایسے موقع پر غیر جانبدار رہ کر جھگڑے کو نپٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے تھی، نہ یہ کہ خود اس میں دلچسپی لیتے، اگر اب ہندو پریس نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا ہے تو ہمیں خوشی ہے کیونکہ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اُسے بھولا نہ کہنا چاہیئے۔

اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست

۱۸ ستمبر کا پرتاپ پیر جماعت علی شاہ صاحب کو مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ "لیکن پیر صاحب کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے کہ اگر ہندو بھی جوابی بائیکاٹ کی تحریک شروع کر دیں تو اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوگا، ہندوؤں اور مسلمانوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے"۔ اگر ایڈیٹر صاحب پرتاپ نے اس بات کو معلوم کر لیا ہے، کہ ہندو اور مسلمانوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے تو یہ بہت مبارک بات ہے، باقی رہا بائیکاٹ کا سوال، مسلمانوں نے ہندوؤں کا بائیکاٹ کبھی نہیں کیا البتہ ہندوؤں کا بائیکاٹ ایک مسلمہ چیز ہے، ایک مسلمان گوجر اپنے برتن میں دودھ لاتا ہے اور جب وہ مسلمان گوجر اس دودھ کو ہندو حلوائی کے برتن میں انڈیل دیتا ہے تو پھر مسلمان کے چھو جانے سے وہ دودھ بھرشٹ ہو جاتا ہے، بتلائیے اس سے بڑھ کر اور کیا بائیکاٹ ہو سکتا ہے، ہندو روٹی اور پانی کا تو ذکر ہی جانے دیجئے، پھر مصیبت یہ ہے کہ ہندو دوستوں کو دوسرے کی آنکھ کا برائے نام تنکا تو نظر آجاتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

کیا اس کا نام اصول پرستی ہے؟

آریہ سماج پلیٹ فارم پر تو بڑے زور شور کے ساتھ ذات پات کی تردید کرتا ہے، مگر اس کا عمل اس کے بالکل برعکس ہے، جالندھر ڈویژن کی اسمبلی کی سیٹ کیلئے راؤ زادہ ہنسراج اور لالہ رام پرشاد کے درمیان جو مقابلہ ہوا، وہ ایک قدرتی بات تھی، مگر ۴ ستمبر کے ملاپ کا یہ لکھنا کہ ساری اگروال کے ووٹ لالہ رام پرشاد کو ملیں گے، یہ عجیب بات ہے کیونکہ ملاپ کا مالک اور ایڈیٹر ایک کٹڑ آریہ سماجی ہے، جن کا یہ دعوےٰ ہے کہ وہ ذات پات کے اصول کے مخالف ہیں، مگر عمل برعکس، یہ توفیق صرف اسلام کو ہی ہے۔ ع

ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد

گو آریہ سماج ہزار اسلام کی نقل کرے، مگر نقل نقل ہے اور اصل اصل۔

نرالی نہیں بلکہ برمحل منطق

نور نے اپنے کسی گزشتہ اشو میں ہندوؤں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا، کہ اگر ہندو دوست بدھوں کو بودھ گیا مندر دیدیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، کیونکہ ہندوؤں کے پاس بے شمار مندر ہیں، ایک مندر بودھوں کو دے دینے سے کوئی کمی نہیں آجائے گی، اور بودھوں کے دے دینے کے بعد بھی یہ مندر ہندوستان میں ہی رہے گا، اس پر ۱۵ ستمبر کا ریفارمر لکھتا ہے کہ "کیا نرالی منطق ہے، ہم پوچھتے ہیں کہ یہ شہید گنج ایجی ٹیشن کیوں چلا رکھی ہے آخر ایک مسجد سکھوں کو ہی مل گئی ہے، ہندوستان میں بہت سی مسجدیں ہیں ایک مسجد کے چلے جانے سے کوئی کمی آجائیگی"۔ اگر ایڈیٹر صاحب ریفارمر ذرا بھی خداداد عقل سے کام لیتے تو وہ ایسا فاش غلط نتیجہ نہ نکالتے، سُنو! ہندو بودھوں کو ہندو کہتے ہیں اور ہندوستان کے بدھ بھی اپنے آپکو ہندو کہتے ہیں، اگر سکھ اپنے آپ کو مسلمان کہیں تو ایک مسجد کیا سب مسجدیں انہی کی ہیں، امید ہے کہ اب ریفارمر کے گریجوایٹ ایڈیٹر صاحب سمجھ گئے ہوں گے، کہ بودھوں اور سکھوں کے معاملہ میں کتنا فرق ہے۔

تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

پرکاش جسے خواہ مخواہ کی چھیڑ خانی کا مرض ہے اس نے پچھلے دنوں شری گرنتھ صاحب پر یہ اعتراض کیا تھا کہ اس میں بہت سے مؤلفوں کا کلام ہے، اس کا جواب ۱۵ ستمبر کے شیر پنجاب نے نہایت پر لطف دیا ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کیلئے جس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے، "ویدوں کے متعلق سوامی دیانند کے سوا آج تک کسی نے یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ وہ چار رشیوں پر اُترے اور الہامی ہیں ہمیشہ سے اور مغربی اور مشرقی ودوانوں نے انہیں کئی رشیوں کا کلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثابت کیا ہے، کئی آریہ سماجی ودوانوں نے بھی ویدوں کو سوامی دیانند کے نقطہ نگاہ سے چار رشیوں پر اترا ہوا الہامی کلام تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے، ابھی تو کل کی بات ہے کہ پنڈت وشوبندھو جی پرنسپل برہم مہاودیالہ نے ثابت کر دیا کہ (۱) وید الہامی نہیں ہیں (۲) وید چار رشیوں نے نہیں بلکہ کئی رشیوں نے تصنیف کئے، (۳) وید الہامی نہیں بلکہ تاریخی کتب ہیں، (۴) وید ایک دو یا دس اشخاص نے ایک زمانہ میں نہیں بلکہ رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے کئی لوگوں نے سینکڑوں برسوں میں تصنیف کئے۔ لیکن اپنے سب سے بڑے سنسکرت کالج کے ودوان پرنسپل کے واقعات اور دلائل کے سامنے لاجواب و عاجز آکر آریہ سماجی دوستوں نے صداقت قبول کر لینے کی بجائے پنڈت وشوبندھو کو مجبور کر دیا کہ وہ برہم مہاودیالہ کی اچاریہ پدوی کو چھوڑ دیں اور آریہ سماج کے ممبر نہ رہیں، لالہ مولراج ایم۔اے ویدوں کو الہامی نہیں مانتے، اور سوامی دیانند کے سدھانتوں کو ویدک سدھانت تسلیم نہیں کرتے، ان کا خیال ہے کہ سوامی دیانند ویدوں کو سمجھ نہیں سکے اور اسی لئے اُنہوں نے نیوگ اور سرشٹی رچنا کے من گھڑت سدھانت ویدوں کے نام پر پیش کئے ہیں، غرضیکہ یہ معمہ آج تک کوئی حل نہیں کر سکا، کہ وید کے کتنے مصنف تھے ان میں کیا لکھا ہے؟ ان کے سدھانت کیا ہیں اور وہ کب تصنیف ہوئے۔

"کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمہ را"

خان بہادر سیٹھ احمد الہ دین صاحب

جناب خان بہادر موصوف جو سکندر آباد کنٹونمنٹ بورڈ اور مسلم حلقہ کے نمائندہ ہیں کو خدا نے نہایت ہی مخیر دل دیا ہے، آپ ہر ایک کار خیر میں ہر وقت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کیلئے تیار رہتے ہیں، حال ہی میں اعلیحضرت حضور نظام دکن کی سلور جوبلی فنڈ میں آپ نے دس ہزار روپیہ چندہ دیا ہے، اس سے قبل وہ ملک معظم کی سلور جوبلی میں دس ہزار روپیہ دے چکے ہیں، سکندر آباد میں جب ہز میجسٹی کنگ جارج پنجم کا جشن سلور جوبلی منایا گیا تو اُنہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، سکندر آباد کے علاوہ بلارم اور ٹرملگرھی کے مقامات کے پروگرام کی ترتیب اور کامیابی میں بہت حد تک آپ کی ہی مساعی جمیلہ کا ہاتھ تھا، غرضیکہ کوئی بھی پبلک مفاد کا کام ہو، آپ ہر وقت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کیلئے تیار رہتے اور تمام پبلک تحریکوں میں آگے آگے ہی نظر آتے ہیں، آپ حقیقی معنوں میں محسن الملک ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے کاروبار میں دن دگنی رات چوگنی ترقی دے اور حسنات دارین کا وارث بنائے۔

مسلمان ایک شکر گزار قوم ہے

میں نے اپنے کسی گزشتہ پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ کہ جو بندے کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتا، اس لئے رائے بہادر لالہ بنارسی داس آف انبالہ نے جو مسجد کیلئے جگہ دی ہے، ضرورت ہے کہ مسلمان انجمنیں صاحب موصوف کے شکریہ کیلئے ریزولیوشن پاس کریں، مجھے خوشی ہے کہ اس کار خیر کی ابتدا شروع ہو گئی ہے چنانچہ انجمن اسلامیہ روپڑ نے اپنے ۵ر جولائی کے اجلاس میں بایں الفاظ تحریک شکر گزاری کا یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے:۔

"رائے بہادر لالہ بنارسی داس صاحب آف انبالہ کی خدمت میں ان کے اس ایثار اور فیاضی پر جو اُنہوں نے مسجد کی خاطر ایک مکان عطا کرنے میں دکھلائی ہے تہ دل سے شکریہ پیش کیا جائے۔

تحریک۔ سید محمد کاظم صاحب بی اے آنرز، بی ٹی۔ ایل ایل بی تائید۔ شیخ جان محمد صاحب۔ باتفاق رائے منظور ہے، نیز انجمن اسلامیہ لالہ صاحب موصوف کیلئے بارگاہ ایزدی میں دعا کرتی ہے کہ صاحب موصوف کے ہر کام میں ترقی ہو، نیز رائے بہادر صاحب کو نور ایمان حاصل ہو، آمین"

مجھے امید ہے کہ دوسری مسلم انجمنیں بھی اس نیک تحریک کا تتبع کریں گی۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کیلئے ایک سکھ دوست کا خط

ایک سکھ سردار اندر سنگھ نامی ضلع راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کی ایک دو تصانیف پڑھیں جس سے مجھے اسلام کے ساتھ محبت ہو گئی ہے، اب میری خواہش قرآن کریم کا گورمکھی ترجمہ پڑھنے کی ہے اور میں نے سُنا ہے کہ آپ نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ کیا ہے میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ اس کی ایک کاپی مجھے ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دینگے، میں کسی وقت قادیان بھی حاضر ہوں گا۔"

سردار اندر سنگھ صاحب پر ہی کیا موقوف ہے، اسوقت کم از کم بیس خواہشمند سکھوں کی درخواستیں دفتر نور میں آئی پڑی ہیں، جو قرآن کریم کے گورمکھی ترجمہ کے مطالعہ کے لئے بہت خواہشمند ہیں، مگر فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے دفتر ان کی نیک خواہش کو پورا کرنے کیلئے معذور ہے، ہمدردان اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کار خیر کی طرف خاص توجہ دیں۔ اور اس تبلیغی فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، تاکہ روحانی پیاسوں کی پیاس بجھائی جا سکے، اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے، مگر فرقان حمید کے عرفان اور گیان سے لوگوں کو آگاہ کرنا یہ سب نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔

جادُو سو جو سر چڑھ بولے

۲۳ر ستمبر کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "۲۰ر ستمبر کو لاہور میں مسلمانوں کی طرف سے یوم ماتم منایا گیا، شہادت مسجد شہید گنج کی تقریب پر فرزندان توحید کا وہ تاریخی اجتماع ہوا کہ نہ آنکھوں نے آج تک دیکھا تھا اور نہ کانوں نے آج تک سُنا، ماتمی جلوس عدیم النظیر تھا، سب مسلمان ننگے سر تھے، اور بیحد پرامن اور باوقار" اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ مسجد کے شہید ہونے کا مسلمانوں کو کسقدر غیر معمولی احساس ہے، اور میرا تو یہ خیال ہے، کہ اس احساس میں نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ ہندوؤں، عیسائیوں حتیٰ کہ سکھوں کو بھی شامل ہونا چاہئے کیونکہ معبد سب کے سانجھے ہوتے ہیں، جیسا کہ خدا سب کا سانجھا ہے، اگر یہ نیک بات ہماری سمجھ میں آجائے تو آج ہی ہندوستان کے بھلے دن آ سکتے ہیں۔

ستیارتھ پرکاش اسکا حامی نہیں

۱۸ر ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ "کل رات آریہ سماج -

17

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بازار شردھانند میں زیر صدارت پنڈت دیو کی نندن جاندن آریہ ویر دل کا جنرل اجلاس ہوا، جس میں آریہ سماج کے نیتا (لیڈر) مہاتما ہنسراج کی صحت اور درازی عمر کیلئے پرارتھنا (دُعا) کی گئی "۔

دعا کرنا بہت اچھی بات ہے اور اسلام کو عقیدہ دعا پر نہایت گہرا یقین ہے، مگر آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں قبولیت دُعا سے انکار کیا ہے، تو جس صورت میں اصولاً آریہ لوگ دعا کے حامی نہیں تو پھر دعا کرنے سے کیا فائدہ؟ ہاں یہ صحیح ہے کہ دعا ایک فطرتی تقاضہ ہے، اور تبھی اسلام نے اسے مقدم کیا ہے اور یہ اور بھی خوشی کی بات ہے کہ وہ لوگ جو زبانی تو صداقت اسلام کا انکار کرتے ہوئے جھکتے نہیں، مگر عملی طور پر صداقت اسلام کے سامنے سر جھکانے کیلئے بے بس ہیں، کیونکہ صداقت صداقت ہے اور اس کا اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے، خواہ اس کا اعتراف آج کیا جائے یا کل مگر جتنی جلدی ہو اتنا ہی اچھا ہے۔

انچارج ہسپتال بنگہ

غالباً عرصہ پانچ چھ ماہ کا ہوا ہوگا، کہ کسی حاسد نے اضلاع جالندھر، ہوشیارپور، لودھیانہ میں ایک غلط افواہ اُڑا دی تھی، کہ خدانخواستہ ڈاکٹر پریم ناتھ صاحب فوت ہو گئے ہیں، جس کی تردید معززین و رؤسا شہر بنگہ و اکثر اخبارات نے کر دی تھی، اور ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخباروں میں بھی اس غلط افواہ کی تردید چھپ گئی تھی، اب چونکہ سیزن کا موقعہ ہے اور اس موقعہ پر دور دراز شہروں سے اکثر بیمار تشریف لاکر ڈاکٹر صاحب کی خداداد قابلیت سے فائدہ اُٹھا کر صحت یاب ہوتے ہیں، اسلئے مخلوق خدا کی بہتری کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ حاجتمند ضرور فائدہ اُٹھائیں، ایک عالی شان بلڈنگ ہزاروں روپیہ خرچ کر کے لالہ رامچند صاحب ساہوکار امرتسر نے بنوا دی ہے جس میں سینکڑوں بیمار آرام پاتے ہیں، یہ اہل بنگہ کی خوش قسمتی ہے کہ جناب رائے صاحب سردار ٹھاکر سنگھ رئیس بنگہ و پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی بنگہ بھی ہمیشہ ہسپتال کی ترقی میں کوشاں رہتے ہیں، اور عرصہ ہوا کہ بنگہ میں ہائی سکول بھی انہی کے وجود کی برکت سے بنا ہے جو آپ کے والد بزرگوار سردار جواہر سنگھ ہائی سکول بنگہ کے نام پر مشہور ہے۔ خاکسار ام رحمت اللہ احمدی جنرل سکرٹری و وائس پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بنگہ تعلقہ

مُسلمانوں کا بے مثال تمدّن

شاہانِ اسلام کا شوقِ علمی یورپ پر ہسپانیہ کے احسانات - ایک عیسائی مورخ کا اعترافِ حقیقت

مُسلمانوں کی حیرت انگیز ترقی

سامی اقوام جنہوں نے اسلام کے علم کو بلند کیا، مذہبی نشے میں سرشار اپنے صحرائی مسکن سے نکلیں، اور قلیل ترین عرصہ میں سلطنت روما سے بھی وسیع حکومت کی بُنیاد ڈالنے میں کامیاب ہوگئیں، جس کی سرحدیں کاشغر و پنجاب سے لے کر بحر ظلمات اور جنوبی فرانس تک پھیلی ہوئی تھیں، اس نظریہ سے جو اسلام کے عروج کو ایک خونی مہدی کے خروج اور درویشوں کے جہاد سے تشبیہ دیتا ہے، غلط تر نظریہ تاریخ انسانی میں ممکن نہیں، اس نظریہ کی بنیاد ان واقعات پر رکھی جاتی ہے، جو تمام کے تمام اسلامی تہذیب و تمدن کے انحطاط کے زمانہ میں ظہور میں آئے، اور جب اسلام کے سادہ اور صحرائی اصول اشعری علم کلام کی وجہ سے پیچیدہ بن چکے تھے۔

عربوں پر محمد صلعم کی تعلیم کا اثر

خاندان قریش جس میں اسلام کی ابتدا ہوئی، اپنے سادہ قبائلی دستور کے باوجود تمدن کے ابتدائی اصولوں سے آشنا تھا یہ ان امیر اور سیاح تاجروں کی جماعت تھی، جو بیرونی دُنیا سے خوب واقف تھے، مہمان نوازی، اقربا پروری، اور اس قسم کی بہت سی دیگر خوبیاں ان میں موجود تھیں، شجاعت و بسالت ان کی گھٹی میں رچی ہوئی تھی، اگرچہ وہ اس کے جائز استعمال سے ناواقف تھے، اور ہمیشہ ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتے تھے، ان کی شاعری بھی اپنے ابتدائی مراحل طے کر چکی تھی، اور اس میں لطافت و تضرع پیدا ہو رہا تھا، غرضیکہ وہ ایک ایسی دُنیادار سوسائٹی تھی، جو معاشرت کے ہر پہلو میں اپنے گرد کے قبائل سے ممتاز تھی، ان کے گھرانے کے ایک سادہ اور بے لوث سوداگر محمد صلعم کی تعلیم نے ان پر ایک حیرت انگیز اثر ڈال دیا اس کی آواز اپنے ماحول کے خلاف ایک باغیانہ جذبہ اپنے اندر لئے ہوئے تھی، وہ جذبہ ایک انسانی بت شکن احساس تھا جو ان ملونیوں پر جن سے جوہر توحید ملوث ہو چکا تھا، ایک قہرمانی احتجاج کی صورت میں نازل ہوا، اس ابن عرب نے مافوق البشر ہونے کا دعویٰ کرنے کے بغیر ایک سنجیدہ مصلح کی سپرٹ میں انتہائی سادہ الفاظ میں اپنے پروگرام کو دنیا کے سامنے رکھدیا، وہ پروگرام توحید باریتعالیٰ اور وحدت نسل انسانی کا پروگرام تھا، جس نے عربوں کے دلوں پر بجلی کی سرعت سا اثر کیا، اور اُنہیں شیر شتر اور سوسمار کھانے والی قوم سے فاتحین عالم بنا دیا۔

مُسلمانوں کی خلافت اولےٰ

ان لوگوں میں جو محمدؐ عربی صلعم کے گرد جمع ہو گئے تھے، ایک مذہبی جوش، ایک والہانہ سرشاری اور ایک جذبہ تخلیق موجود تھا، علاوہ ازیں ان میں عمر اعظمؓ جیسے قائد بھی موجود تھے جنہیں ہم بجا طور پر اسلام کا سینٹ پال کہہ سکتے ہیں، لیکن اس جذبۂ مذہبی نے اسلامی جنگوں کی ابتدا نہیں کی، کیونکہ اسلام کی لڑائیاں تقریباً سب کی سب سیاسی جنگیں تھیں، جن کا مقصد واحد مدافعت و فتوحات ملکی تھا، خلفائے راشدین کے ان ایام کے بعد جن میں خلفاء کا تھگلی لگے کپڑے پہنے مدینہ کی گلیوں میں پھرنا اور عمر اعظم جیسے با جبروت خلیفہ کا بحیثیت فاتح بیت المقدس کی طرف صرف ایک رفیق کے ہمراہ اونٹ کی نکیل پکڑے سفر کرنا، دُنیا کو حیران کئے ہوئے ہے۔ خلافت بنی امیہ کی طرف منتقل ہوگئی جو ابتدائے اسلام میں میر عرب کے انتہائی دشمن تھے، اور جو خلیفہ ہونے کے بعد بھی اس بات کو نہیں چھپاتے تھے کہ ان کی خلافت شخصی حکومت کا دوسرا نام ہے۔

مذہب اسلام تعصب سے پاک ہے

دُنیا میں کبھی کسی مذہب کی اشاعت مذہبی تعصب کی عدم موجودگی میں نہیں ہوئی، لیکن اسلام اس کلیہ سے بھی استثنائی حکم رکھتا ہے، ہمیں تاریخ اسلامی میں ایک عجیب بات نظر آتی ہے، کہ اس عالمگیر تحریک نے مذہبی تعصب کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے زمانہ انحطاط میں پیدا کیا۔ اور اپنے سیاسی عروج کے زمانہ میں وہ اس جذبہ سے قطعاً ناآشنا رہی، اور اس زمانہ میں بھی یہ تعصب اپنی تخلیق کیلئے ان نیم وحشی اقوام کا شرمندۂ احسان تھا، جنہوں نے اسلامی تمدن و تہذیب کو فنا کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی، یہ ایک اہم اختلاف ہے جو اسلام کو دیگر مذاہب خصوصاً عیسائیت سے جس کی اشاعت اکراہ سے کی گئی ممتاز کرتا ہے،

بنو عباس اسلامی تمدن کے بانی ہیں

بنی امیہ کے زمانہ کے بعد خاندان عباس جو حضرت رسول اکرم کے عم زادہ تھے، سریر آرائے مسند خلافت ہُوا، شاہان عباسیہ کی حکومت جو اسلامی علوم و تمدن کے اصلی بانی تھے، تیغ فارس کی مرہون منت تھی، فارس میں دولت ساسانیہ ایشیائی و یونانی تہذیب و تجارت کا مقام اتصال رہ چکی تھی، آخری دو کسرا اول کے زمانہ میں ان دو تہذیبوں کی آمیزش اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی، ہندوستانی و چینی صناعوں کو دعوت دینے کے علاوہ فارس جنون مذہب کے ستائے ہوئے عیسائیوں کیلئے بھی آخری پناہ گاہ تھا، ناصری جند شاہ پور میں ایڈیسا سے بھی زیادہ عالی شان مدرسہ کی بنیاد رکھ چکے تھے، فارس کی اس امن پسندانہ فضا میں اسلام کو فلسفیانہ نقطۂ نگاہ سے قبول کیا گیا، اس فلسفیانہ مذہبی جذبہ نے اس کے سادہ اصولوں کو عقلی توحید کے اس سانچہ میں ڈھال دیا، جس کو عرف عام میں الحاد معتزلہ کے نام سے پکارا جاتا ہے بنی عباس کے عہد حکومت میں عرب کو خلفائے عباسیہ سے جنہوں نے تمدن اسلام کی حقیقی طور پر بنیادیں استوار کیں اتنا ہی تعلق تھا، جتنا مامون عباسی کے مندرجہ ذیل الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔

"عرب خدا کے مقرب بندے ہیں۔ اس کے بہت ہی مفید و کارآمد خدمت گزار جن کی زندگیاں عقل انسانی کو جلا دینے کیلئے وقف ہیں، اور جنہیں رب کعبہ نے خاص اپنی خدمت کے لئے چنا ہے۔

مسلمانوں نے دوسری تہذیبوں سے کیا فائدہ اُٹھایا

فارس کی مخصوص فضا کے علاوہ تہذیب اسلامی کے نشوو نما کو نے میں اور بھی بہت سے اجزا کام کر رہے تھے، قدیم عرب بھی کلدانیوں کی طرح مظاہر سماوی کی عبادت کرتے تھے، اسوجہ سے عربی بادیہ نشین علم نجوم اور حرکات سماوی سے واقف ہو چکے تھے، طبابت بھی اپنی ابتدائی حالت میں عربوں میں موجود تھی، اس کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرنے سے پہلے اشیاء کے خواص و ماہیت کا دریافت کرنا ایک ضروری امر تھا خود محمد عربی اور ابوبکر کو اس فن میں کافی دسترس حاصل تھی جب ابنائے صحرا نے اپنے خیموں کو چھوڑ کر دمشق و بغداد کے محلات کو آباد کیا تو اُنہیں ناصری اطباء سے واسطہ پڑا، خلفاء کے جذبہ تحقیق اور اعتراف کمال نے انہیں مجبور کر دیا، کہ وہ ان کے علم کے ماخذ کا پتہ لگائیں، اس طرح عرب والے ہپوکریٹ، اور گیلن سے واقف ہوئے، اور موخر الذکر کی وساطت سے اس کے باکمال استاد ارسطو کی کتابوں اور علوم سے آشنائی پیدا کی۔

عرب کی سرحدوں پر دو عظیم الشان سلطنتوں کی موجودگی نیز شمالی عرب کے روم کے زیر اثر ہونے کے باوجود عرب ابھی تک ایک بادیہ پیما قوم تھی، لیکن حکومت و امارت حاصل کرنے کے بعد اُنہیں قدیم تہذیبوں کا علم ہوا، اور وہ اس رومی تہذیب سے آشنا ہوئے، جو ابھی تک مشرقی روم میں باقی تھی، اُنہوں نے اس تہذیب کا نہایت ہی گہرا مطالعہ کیا، لیکن اُنہوں نے اس تہذیب و علم کو جو رومی ممی کے ہاتھ میں پوشیدہ تھا، اپنا لینے کے باوجود روم کی روحانی بربریت اور وحشت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔

شاہان اسلام علم کے شیدائی تھے

اس نئے علمی جذبہ میں جو مسلمانوں میں کلدانی و اصنامی تہذیبوں کے مطالعہ سے پیدا ہوا، ابھی تک اصنامی اور اساطیری اثر کار فرما تھا، مسلمانوں نے اپنے علوم کو ان اصنامی نظریوں سے پاک کرنے کا تہیہ کیا، اور اس کوشش میں مشغول ہو گئے بغداد، شیراز اور قرطبہ کے شہزادے اور امرا علم کو اپنے دربار کی عزیز ترین متاع سمجھنے لگے، علم کو صرف ایک لازمۂ شاہیت و امارت نہ سمجھتے تھے، بلکہ دلی جذبہ اور والہانہ شوق سے علوم حاصل کرتے تھے، چشم دُنیا نے نہ کبھی اس سے پہلے اور نہ ہی بعد اس قسم کا نظارہ دیکھا، کہ اہل حکم و امارت و دولت اتنی وسیع و عریض سلطنت کے طول و عرض میں اس طرح اپنے آپ کو حصول علم کیلئے وقف کر چکے ہوں، اور علم ان کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین بن گیا ہو، اور خلفاء اور امراء نے اپنے دیوانوں سے اُٹھ کر سیدھے دار المطالعہ میں چلے جانے کو اپنا معمول بنا لیا ہو، لاریب اس سے ان کے سیاسی کاموں کو نقصان پہنچا، لیکن تحصیل علم کے شوق میں انہوں نے اس نقصان کو بطیب خاطر گوارا کیا، دستاویزات، قلمی نسخے، اور نباتاتی نمونوں کے کارواں بخارا سے بغداد اور مصر سے اندلس جانے لگے، کتابوں اور اساتذہ کی تلاش میں سفرا ہندوستان اور دیگر دور دراز ممالک میں بھیجے گئے۔ ہر مسجد کے ساتھ ایک مکتب کھولا گیا، دیار العلوم قائم کئے گئے، اہل علم بغیر کسی مذہبی یا نسلی امتیاز کے ممتاز کئے جانے لگے، دولت کے انبار ان کے قدموں میں لگا دئے گئے، اور وہ صوبوں کے عمال مقرر ہونے شروع ہو گئے، علماء کی جماعتیں اور کتابوں سے لدے ہوئے اونٹ خلفاء کے ہمسفر ہوتے۔

تہذیب یورپ کی ابتدا اندلس سے ہوئی

پندرھویں صدی عیسوی کی بجائے عرب و اندلس کے مسلمانوں کی علمی کاوش و تحقیق کو "تمدن کی حیات نو" کے نام سے پکارنا زیادہ موزوں ہے، کیونکہ "یورپ کی حیات نو" کا مہد اول اطالیہ نہیں بلکہ اندلس ہے، اس لئے کہ جب اسلامی دنیا کے شہر بغداد، قرطبہ، شیراز، قاہرہ اور ٹولیڈو علوم و فنون کے مراکز تھے، یورپ وحشت و بربریت کا شکار ہوتے ہوئے ظلمات و ادبار کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکا تھا اس وقت ان شہروں ہی سے اس کی حیات تازہ کا ظہور ہوا، جو آئندہ چل کر حیات انسانی کے ارتقا کا باعث بنی اور اس لئے بھی کہ اسلامی تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہی حیات انسانی کی مردہ رگوں میں خون تازہ حرکت کرنے لگا۔

یورپین مورخوں نے مسلمانوں کے احسانات کو عمداً نظر انداز کیا

ان واقعات کا بار بار اعادہ کیا جا چکا ہے، لیکن اس کے باوجود انہیں نظر انداز کر دینے ہی میں مصلحت سمجھی گئی ہے، یہ اس لئے کہ یورپ پہ "لامذہب کتے" کے احسانوں کا تذکرہ تاریخ عیسائیت میں کوئی جگہ نہیں پا سکتا، یہانتک کہ گبن بھی یورپ پہ اسلام کے احسانات کا ذکر کرتا ہُوا ان کی قیمت کو کم کرنیکی کوشش کرتا ہے، گذشتہ صدی تک ہمارے پاس اسلامی تاریخ و علوم کی گہرائی تک پہنچنے کیلئے کوئی مبسوط کتاب نہ تھی، چنانچہ پروفیسر بیون اپنی کتاب "تاریخ ازمنہ وسطیٰ" میں لکھتے ہیں، اب وقت آگیا ہے کہ محمدؐ اور اسلام کے ان واقعات کو جو یورپ میں ۱۹ صدی سے پہلے لکھے گئے تھے، صرف ادبی نوادر میں شمار کیا جاوے، موجودہ زمانہ میں بھی جبکہ صحیح طور پر علوم تاریخ تک رسائی ہو چکی ہے جتنی کتابیں ازمنۂ وسطیٰ کی تاریخ کے متعلق لکھی گئی ہیں، ان میں سے بہت کم کتابیں ایسی ہوں گی جو اسلامی تمدن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرسری ذکر کے سوا اس تہذیب کا اور یورپ پر اس کے احسانات کا ذکر تک بھی کرتی ہوں، یورپ کی حیات تازہ کی تاریخیں ہوائے صلیب کی ہلال پہ فتح کا ذکر کرنے کے تمدن اسلامی کے متعلق بالکل خاموش ہیں، اسلامی دورِ حکومت میں اندلس کی تاریخ کا عرب کے تہذیب و تمدن کا ذکر کئے بغیر لکھنا بالکل ایسا ہی ہے، جیسے کوئی شخص ڈنمارک کی تاریخ لکھنے بیٹھے لیکن ہیملٹ کا ایک دفعہ بھی ذکر نہ کرے، ڈاکٹر آسبرن ٹیلر نے بھی اس قسم کا ایک شاندار کارنامہ یورپ کے ازمنۂ وسطیٰ کی ضخیم تاریخ لکھ کر سر انجام دیا ہے جس میں اس نے بھولے سے ایک دفعہ بھی اس بات کو بیان کرنا پسند نہیں کیا، کہ [عرب] قوم بھی اس زمانہ میں کہیں بستی تھی،

اسلامی تمدن کے آثار کا مٹ جانا ناممکن ہے

گو ایک مفید اور کار آمد تہذیب کا جو جذبہ تحقیق سے پر ہو یورپ کی وحشی اقوام کے دوش بدوش رہ کر ان پر اثر انداز ہونا اور ان کو ترقی کی طرف رہنمائی کرنا ایک عجیب بات نظر آتی ہے لیکن انتہائی جد و جہد کے باوجود بھی ان تعلقات کو بدنما کرنے یا اُنہیں حرف غلط کی طرح مٹانے کی کوشش ناکام رہی ہے اور قدرت نے اس معاملہ میں اپنے قوانین میں ذرہ بھر بھی تعطل گوارا نہیں کیا، تاہم اس تہذیب کا اثر اور اس کی وسعت اس اندازہ سے جو ہم موجودہ حالات میں لگا سکتے ہیں، بہت وسیع تھی، کیونکہ اس کے متعلق ہمارا علم صرف انہی واقعات تک محدود ہے کہ مخالف طاقتوں کے اثر و کوشش کے باوجود تباہی کے ہاتھوں سے بچ رہے ہیں۔ اگر ان تعلقات کو بدنما کرنے یا مٹا دینے کی کوششوں نیز ان تعصبات اور غلط نظریوں کو ملحوظ رکھا جائے، جو ہر ایک واقعہ پر غلاف کی طرح لپٹے ہوئے ہیں تو بلا شبہ ہمارا ان تعلقات و اثرات کا اندازہ بجائے افراط کے تفریط کی طرف زیادہ مائل ہوگا۔ (ماخوذ)

تیس ہزار قرضہ کیلئے احباب کو تحریک

احباب کرام کو معلوم ہے کہ مخالفین سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی شرارتوں کی وجہ سے کچھ عرصہ سے مرکز پر بہت سے غیر معمولی اخراجات کا بوجھ پڑ رہا ہے، جس کے باعث صدر انجمن احمدیہ اب پھر زیادہ زیر بار ہوگئی ہے، اور معمولی بجٹ میں اسے اخراجات کا پورا کرنا مشکل ہو رہا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب کچھ عرصہ سے انجمن کے کارکنوں اور متعلقین کو ان کی تنخواہیں اور وظائف باقاعدگی کے ساتھ ماہ بماہ ادا نہیں کئے جا سکے، اور بعض ضروری کاموں میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے، اس مشکل کو حل کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز پسند فرمائی ہے کہ اس وقت ایک نئی تحریک تیس ہزار روپیہ قرض کیلئے جماعت [کے] احباب سے کی جائے جو حصول ثواب کی خاطر [اس] میں شریک ہونا چاہیں، اس تحریک کو بھی [قرضہ س]اٹھ ہزار کی طرح خاکسار کے سپرد کیا گیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اس روپیہ کی فراہمی اور واپسی اسی طرح خاکسار کی زیر نگرانی ہوگی، جس طرح پہلے قرضہ کی تحریک تھی، اس تیس ۳۰ ہزار روپیہ کی فراہمی اور واپسی کے شرائط حسب ذیل ہوں گے۔

(۱) ایکصد روپیہ سے کم رقم اس تحریک میں کسی دوست سے نہیں لی جائے گی، اس سے زیادہ رقم جسقدر بھی کوئی دوست دینا چاہیں، شکریہ کے ساتھ قبول کی جائیگی، مگر وہ رقم پورے سینکڑوں میں ہونی چاہیئے۔

(۲) یہ رقم جس قدر جلد ممکن ہو، محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھیجدی جائے، زیادہ سے زیادہ ۲۰ ر اکتوبر ۱۹۳۵ء تک پہونچ جانی چاہیئے۔

(۳) واپسی کل روپیہ کے فراہم ہو جانے پر جنوری ۱۹۳۷ء سے شروع ہوگی اور اس کی وہی صورت ہوگی جو تحریک ساٹھ ہزار میں تھی یعنی ایک ہزار روپیہ ہر مہینہ میں ان دوست یا دوستوں کو ادا کیا جائے گا جنکا نام قرعہ میں نکلے گا۔

(۴) اس قاعدہ سے استثنا صرف ان دوستوں کے لئے کی جائے گی، جو اس تحریک میں پانچہزار یا اس سے زیادہ روپیہ داخل کرینگے، ان کے ساتھ یہ رعایت کی جائیگی کہ اگر ان کو کسی وقت روپیہ جلد مطلوب ہو، تو ان کے اطلاع دینے اور کم از کم ایک مہینے کا نوٹس دینے پر ان کو ایک مہینہ میں اڑھائی ہزار روپیہ تک واپس دیا جائے گا (اس صورت میں اس ماہ میں کوئی رقم بذریعہ قرعہ اندازی واپس نہیں کی جائیگی) اگر ایک سے زیادہ دوست اس استثنا کی ماتحت ایک ہی وقت میں روپیہ طلب فرمائیں، تو حتی الوسع ہر ممکن کوشش ان کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے کی جائیگی۔

اس ضمن میں اس امر کا بیان کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ تحریک قرضہ ساٹھ ہزار میں کل رقم جو بہتر ہزار سے زائد جمع ہوئی تھی، اس میں سے قریباً چھتیس ہزار روپیہ کی رقم احباب کو واپس کی جا چکی ہے۔ جو اٹھتیس ہزار کی رقم ابھی باقی ہے، وہ انشاء اللہ حسب وعدہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۳۶ء تک تمام احباب کو واپس کر دی جائے گی، اور نئے قرضہ کی واپسی اس کے بعد شروع ہوگی۔

میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح احباب نے میری تحریک قرضہ ساٹھ ہزار کو کامیاب بنانے میں خوشدلی کے ساتھ میری مدد کی تھی، اسی طرح اب سلسلہ کی اس نئی خدمت کے موقعہ کو بھی غنیمت سمجھیں گے، اور اس تحریک میں شامل ہو کر مجھے شکریہ کا مزید موقعہ عطا فرمائینگے

خاکسار فرزند علی عفی عنہ ناظر امور عامہ قادیان

حضرت شری کرشن جی کی شادیاں

اگرچہ سب کے سب انسان ایک ہی نوع کے افراد ہیں مگر طبائع اور طاقتوں کے اعتبار سے ان میں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے، مثلاً ضلع منٹگمری یا لائل پور کے ایک جنگلی آدمی کو دیکھا جائے تو اس کی بدنی قوت کا یہ عالم ہوگا کہ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی دفعہ بیٹھ کر وہ آدھ سیر آٹا اور پاؤ بھر گھی نہایت آسانی سے کھا جائیگا۔ بغیر اتنا کھانے کے نہ ہی اس کی سیری ہوگی اور نہ ہی اس کی صحت قائم رہ سکے گی، مگر ایک بنگالی بابو کو لے لیا جائے تو بیچارہ بمشکل چند نوالے چاول اس دال سے کھا سکیگا جس میں شاید ایک یا ڈیڑھ تولہ گھی پڑا ہو، اور اتنی قلیل غذا سے ہی اس کی سیری ہو جائے گی، ایسی صورت میں اگر کوئی چاہے کہ ان دونوں کو بالکل ایک جیسی اور ایک وزن کی غذا دیکر زندہ رکھا جائے تو یہ امر بالکل ناممکن ہوگا، کیونکہ اگر بنگالی کی سی غذا جنگلی کو دیجائیگی تو چند دن میں اس کی صحت بالکل بگڑ جائے گی، اور اگر جنگلی کی سی غذا بنگالی بابو کو کھلائی گئی تو یقیناً چند ہی دنوں میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا، یہ سب فرق قوت جسمانی اور قوت ہضم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے باعث ہوا، ایسے ہی قوت مردمی بھی بکلی برابر نہیں ہوتی بعض کی صحت ایسی ہوتی ہے، کہ ان کیلئے ایک شادی بھی باعث ہلاکت ہو جاتی ہے، مگر بعض کی صحت وطاقت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان کی صحت ان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کریں، اس لئے مذہب اسلام نے تعدد ازدواج کا مسئلہ پیش کیا ہے، اور اہل اسلام کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی اس مسئلہ پر عمل کرنیوالے لوگ دکھائی دیتے ہیں، بعض ہندو جو اس مسئلہ کو اپنی جہالت اور تعصب کے باعث شہوت پرستی بتاتے ہیں، ان کی تاریخ کو دیکھا جائے تو کئی ایسے واقعات ملتے ہیں، جیسے رامچندر جی کے باپ راجہ دشرتھ کی تین بیویاں تھیں، کوشلیا۔ سومترا۔ کیکئی۔ اور بھی کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں، ہندوؤں کا یہ اعتراض کرنا بالکل ویسے ہی ہے، جیسے مذکورہ بالا بنگالی بابو جنگلی آدمی کے کھانے پر اعتراض کرے کہ یہ جنگلی بڑا النفس پرست ہے، جو آدھ سیر آٹا اور پاؤ بھر گھی ایک ہی بار کھا جاتا ہے، اور میں بڑا زاہد ہوں اور بہت ہی پارسا ہوں، کیونکہ میں آدھ پاؤ چاول تھوڑی سی دال سے کھا کر گذارہ کرتا ہوں، ظاہر ہے کہ اس کی دلیل بالکل اس کی جہالت کا ثبوت ہے، سو نادان لوگوں کا مسئلہ تعدد ازواج پر اعتراض کرنا اگرچہ عقلمندوں کے نزدیک بالکل عبث اور لغو ہے، لیکن پھر بھی ہم انشاء اللہ العزیز آج دکھاتے ہیں کہ تعدد ازواج پر ہندوؤں کے مقدس بزرگوں نے کس شدومد سے عمل کر کے تعدد ازواج کی اپنے فعل سے تبلیغ کی ہے، حضرت کرشن جی مہاراج جن کو ہندو ایشور کا اوتار مانتے ہیں، اور ان کے کلام کو کلام الہٰی کہتے ہیں۔ ——— ان کے متعلق کتاب شری بھاگوت میں لکھا ہے کہ آٹھ تو ان کی وہ بیویاں تھیں، جو اس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق لاکر بیویاں بنائی گئی تھیں، ان کے نام یہ ہیں۔ رکمنی۔ ستیا (اس کا دوسرا نام ناگن جیتی تھا) جامبوتی۔ سیتا بھاما۔ کالندی۔ مادری۔ متروندا بھدرا (دیکھو بھاگوت سکند ۱۰ ادھیائے ۶۱)

یہ آٹھوں کیسے لائی گئی تھیں۔ یہاں ہم بعض کا ذکر کرتے ہیں۔ دروپدی جو کہ پانچ پانڈوں کی ایک بیوی تھی۔ اس نے ایک دن پوچھا اے کرشن کی بیویو، تمہارے ساتھ جیسے جیسے سری کرشن نے شادی کی بیان کرو، تب سب نے اپنا اپنا حال بیان کیا، جس میں سے چند سطریں ہم درج کرتے ہیں، ملاحظہ ہو بھاگوت سکند ۱۰ ادھیائے ۸۳ شلوک ۸ رکمنی جی نے کہا۔ "بہن دروپدی (راجہ) ششوپال کے ساتھ میرا وواہ (شادی) کرانے کیلئے جراسندھ وغیرہ راجہ لوگوں نے تیر کمان اٹھایا، لیکن کرشن چندر ان بہادر راجاؤں کے سر پر پاؤں رکھ کے جیسے گیدڑوں کے جھنڈ میں سے بہادر شیر اپنے حصے کو لے آتا ہے ویسے ہی مجھ کو جھپٹ لائے۔"

آگے بھدرا کہتی ہیں۔ "مال و دولت کے مالک شری کرشن خود میرے سویم ور میں گئے۔ اور کتوں کے جھنڈ کے بیچ میں شیر جیسے اپنے حصہ کو لے کر چلا جاتا ہے۔ ویسے ہی باقی راجاؤں اور روک ڈالنے کیلئے تیار میرے بھائیوں کو جیت کر ان کے بیچ سے مجھ کو لے آئے (شلوک ۱۲)

ایسے ہی باقی چھ رانیوں نے بھی اپنی اپنی کتھا (کہانی) دروپدی کو سنائی ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ آٹھوں ایک ہی وقت میں موجود تھیں، کیونکہ دروپدی کے سامنے سب کی سب اپنی اپنی حالت بیان کر رہی ہیں۔

ان مذکورہ بالا آٹھ بیویوں میں سے متروندا اور بھدرا شری کرشن جی کی پھوپھی کی بیٹیاں تھیں، ملاحظہ ہو۔

بھاگوت سکند ۱۰ ادھیائے ۸۳ شلوک ۱۵، متروندا اپنی شادی کی حالت دروپدی جی کے سامنے یوں بیان کرتی ہے "دروپدی جی! میرے چت (دل) کو شری کرشن پر عاشق جان کر (میرے) باپ نے خود ہی (میرے) ماموں کے بیٹے شری کرشن چندر کو بلا کر ان کے ساتھ خوشی سے میری شادی کر دی۔"

اسی متروندا کے متعلق سکند ۱۰ ادھیائے ۵۸ شلوک ۳۰ میں لکھا ہے۔ متروندا شری کرشن کی پھوپھی راجے ادھی دیوی کی بیٹی تھی۔"

اور رانی بھدرا جی کے متعلق (سکند ۱۰ ادھیائے ۵۸ شلوک ۵۶) میں لکھا ہے۔ "اس (ستیا کے ساتھ شادی) کے بعد کرشن چندر نے اپنی پھوپھی شرت کیرتی کی لڑکی بھدرا سے شادی کی۔"

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پھوپھی اور ماموں وغیرہ اپنے رشتہ داروں کے بیٹوں سے شادی کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ بہت اچھا کام ہے، ورنہ ہادی ہند سری کرشن جی بھلا ایسا کیوں کرتے، یہاں سے یہ بھی ثابت ہو گیا، کہ ہندوؤں کا مسلمانوں پر آج یہ اعتراض کرنا کہ مسلمان اپنی پھوپھی کی لڑکی سے شادی کر کے گویا کہ اپنی بہن سے شادی کرتے ہیں صریح حماقت اور غلطی ہے۔

مندرجہ بالا آٹھ شادیوں کے علاوہ اور سنئے بھاگوت سکند ۱۰ ادھیائے ۵۸۔ شلوک ۵۸ ....

....

ترجمہ:۔ (مذکورہ بالا آٹھ بیویوں کے علاوہ) اور بھی ایسی ہی سری کرشن کی ہزاروں بیویاں تھیں، (کہاں سے لیں) بھوم راجہ کو مار کر اس کے زنان خانہ سے (سولہ ہزار ایک سو) نہایت خوبصورت لڑکیاں کرشن جی چھین لائے۔

ایک وہم اور اس کا حل

اگر کوئی کہے کہ شلوک میں ہزاروں کا لفظ تو ہے پر بریکٹ میں سولہ ہزار ایک سو کہاں سے لکھ دیا سو یاد رہے کہ اس کتاب میں دوسری جگہ یہ تعداد بتائی گئی ہے

ملاحظہ ہو سکند ۱۰ ادھیائے ۶۱ میں پہلے سترہ شلوکوں میں پہلی آٹھ بیویوں کی اولاد کا ذکر کر کے شلوک ۱۹ میں لکھا ہے۔ "مہاراج کی اوپر کہی ہوئی آٹھ رانیوں کے علاوہ باقی سولہ ہزار ایک سو رانیوں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے سری کرشن کے بھی آگے کروڑوں بیٹے ہوئے"

ایسے ہی سکند ۱۰ ادھیائے ۹۰ شلوک ۵ میں لکھا ہے "سولہ ہزار ایک سو آٹھ عورتوں کے ایک ہی پیارے خاوند سری کرشن چندر مال و دولت سے بھری ہوئی دوارکا نام کی نگری (شہر) میں رہتے تھے۔"

ان کے علاوہ بہت سی لونڈیاں بھی آپ کے تھیں، کیونکہ جن راجاؤں نے سری کرشن جی کی بے نظیر بہادری کو دیکھ کر اپنی خوشی سے اپنی لڑکیوں کی شادی ان سے کی تھی، انہوں نے پنیہ میں جہاں اور ہزاروں چیزیں اعلیٰ اعلیٰ قسم کی دی تھیں، وہاں خوبصورت لونڈیاں بھی دی تھیں۔ مثال کے طور پر ان کی بیوی ستیا کی شادی کے متعلق ہی لکھا ہے۔

"راجہ (ستیا کے باپ ایودھیا (ادھی پتی) نے گلے میں زیور پہنے ہوئے اچھے خوبصورت بالوں والی تین ہزار نہایت خوبصورت اور نوجوان لونڈیاں پنیہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیں"۔ (بھاگوت سکند ۱۰ ادھیائے ۵۸ شلوک ۴۹)

مسلمانوں کی شرافت اور آریہ سماج کی فتنہ انگیزی اور شرارت

حضرت سری کرشن جی کی شادیوں کے متعلق پڑھ کر صاف صاف معلوم ہوتا ہے، کہ انہوں نے تعدد ازواج پر بڑی سرگرمی سے عمل کیا، اگر اس مذکورہ تعداد میں کچھ مبالغہ بھی سمجھا جائے، اور راجہ بھوم کے زنان خانہ سے جو سولہ ہزار ایک سو لڑکیاں لائی گئی تھیں، ان کو ایک منٹ کیلئے نظر انداز بھی کر دیا جائے، تب بھی سری کرشن جی کی عورتیں ہزاروں کی تعداد کو پہنچ جاتی ہیں۔ جبکہ پہلی آٹھ بیویوں کے ساتھ ان لونڈیوں کو بھی شمار کیا جائے، جو کہ راجاؤں نے سری کرشن جی کی بہادری دیکھکر بھینٹ میں دی تھیں، جب کوشل دیش کے راجہ اجودھیا ادھی پتی نے اپنی لڑکی ستیا کی سری کرشن جی سے شادی کر کے تین ہزار خوبصورت اور نوجوان لونڈیاں دی تھیں، تو کیا باقی راجاؤں نے لونڈیاں بھینٹ میں نہ دی ہوں گی؟ ضرور دی ہوں گی۔ تو اس صورت میں جبکہ ایک منٹ کیلئے راجہ بھوم والی سولہ ہزار ایک سو نوجوان لڑکیوں کو نظر انداز بھی کر دیا جائے، تب بھی حضرت سری کرشن کی عورتوں کی تعداد ہزاروں سے کم نہیں اور جس طریق سے رکمنی وغیرہ کو سری کرشن جی لائے، وہ بھی محل اعتراض ہے، مگر ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے بھی مسلمان سری کرشن جی پر شہوت پرستی یا عورتوں کی دلدادگی وغیرہ کا اعتراض کرنے سے صرف گریز ہی نہیں کرتے، بلکہ جیسے بزرگوں کی عزت کرتے ہیں، ویسے حضرت سری کرشن جی کی عزت اور ان کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، مگر افسوس ہے کہ آریہ سماج کی قوم اور ان کے گورو جو سید المعصومین آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے دن شہوت پرستی کا جھوٹا الزام لگا کر مسلمانوں کے دلوں کو جلاتے رہتے ہیں، حالانکہ آنحضرت صلعم باوجودیکہ اعلیٰ خاندان کے نوجوان تھے، آپؐ کی صحت اعلیٰ تھی، اور آپؐ کے حسن خلق اور آپؐ کی عادات حمیدہ پر عرب کے لوگ اتنے فریفتہ تھے کہ آپؐ کو اپنی لڑکیاں دینا اپنے لئے فخر سمجھتے تھے، مگر ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے اپنی پہلی شادی اس وقت کی جبکہ آپؐ کی عمر پچیس برس کی تھی، اور اس عورت سے کی جس کی عمر چالیس برس کی تھی اور دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھی پھر قریباً پچیس برس تک آپؐ نے کوئی دوسری شادی نہیں کی، جب اس بیوی (حضرت خدیجہ رضؓ) کی وفات ہو گئی۔ تب بعد میں آپ نے اور شادیاں کیں اور وہ بھی تمام بیوائیں تھیں، سوائے ایک حضرت عائشہ رضؓ کے، عرب کی ہسٹری کے دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ عرب میں جو بنظیر شہوت پرستی کی رسم پائی جاتی تھی، جس کا مقابلہ نہ انجیل کر سکی اور نہ ہی اس شہوت پرستی کو توریت اور زبور مٹا سکی، وید اور پُران اور ان کے ماننے والے جس شہوت پرستی کا ایک بال بیکا نہ کر سکے، اس شہوت پرستی کا اگر کسی نے ہمیشہ کیلئے ستیاناس کیا، تو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود مبارک تھا، یہ ایک زبردست تاریخی ثبوت ہے جس کا کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا، اگرچہ وہ کسی مذہب سے بھی تعلق نہ رکھتا ہو، ایسے مقدس اور پاک انسان پر شہوت پرستی کا الزام لگانا آریہ سماج اور ان کے گرو کا ہی کام ہے، اور کسی کا کام نہیں۔

ہم سچ کہتے ہیں۔ اگر اس قوم اور ان کے گرو میں انصاف کا ایک ذرہ بھی باقی ہوتا، اگر تعصب کی تیز آگ نے ان کے انصاف کو جلا کر راکھ نہ کر دیا ہوتا، تو یہ لوگ کبھی بھی سید المعصومین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شہوت پرستی کا الزام نہ لگاتے، اگر ان کے نزدیک تعدد ازواج ہی شہوت پرستی ہے تو کیوں ان کی زبانیں حضرت سری کرشن جی مہاراج اور راجہ دشرتھ اور راجہ ایودھیا ادھی پتی وغیرہ کے وقت گنگی ہو گئیں، حضرت سری کرشن جی اور باقی تعدد ازواج پر عمل کرنے والوں پر تو ان کے قلم بھی ٹوٹ گئے، اور ساتھ ہی ان کی زبانوں اور دماغوں نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا، مگر آنحضرت صلعم کے وقت ان کو سب کچھ یاد آگیا، اگر ان میں انصاف کا نام بھی باقی ہوتا، تو جیسا کہ آریہ سماج کے گرو اور آریہ سماج کا زبانی دعویٰ ہے کہ ہم حق کی تبلیغ کرتے ہیں، ہم سچ کا پرچار کرنے والے ہیں اور بری باتوں کو مٹانے والے ہیں، پہلے یہ لوگ اپنے گھر کے ان تمام لوگوں پر شہوت پرستی کا الزام لگاتے جنہوں نے تعدد ازدواج کے مسئلے پر عمل کیا اور ان تمام کی فہرست بنا کر نمبروار سب کو شہوت پرست ثابت کرتے اور اپنے گھر کی صفائی کر لینے کے بعد دوسروں پر حملے کرتے، ہمارے اس چھوٹے سے مضمون کے پڑھنے سے صاف طور پر ثابت ہو جائیگا کہ حضرت محمد رسول اللہؐ اور حضرت کرشن جی نے کتنی کتنی اور کس کس طرح شادیاں کیں، اور یہ بھی صاف ظاہر ہو جائے گا، کہ حضرت کرشن جی نے جس رنگ میں شادیاں کیں، وہ نہایت معیوب ہے، جیسے مثلاً رکمنی جس کے بھائیوں اور باپ نے اس رکمنی کی شادی (راجہ) ششوپال سے کی تھی اور شادی کی تاریخ بھی مقرر کی، جب وہ ششوپال وغیرہ شادی کرنے آئے، تب اس دن نکاح کے چند گھنٹے پہلے حضرت سری کرشن جی اس رکمنی کو رتھ پر بٹھا کر اپنے گھر بھاگ آئے، اگر کسی نے ان کا پیچھا بھی کرنا چاہا تو اُن کو ہتھیاروں سے ٹھنڈا کر دیا، قریباً قریباً یہی طریق باقی شادیوں کے وقت رہا، ممکن ہے یہ طریق اس زمانے میں معیوب نہ سمجھا جاتا ہو اور لوگ اس کو بہادری کا کام سمجھتے ہوں مگر آج کل تو ایسا کرنے والے کو لوگ بہت بُرے ناموں سے یاد کرتے ہیں، مگر آنحضرت صلعم نے جو شادیاں کیں، وہ بیویوں کے عزیز و اقارب کی رضامندی سے کیں تو ایسی صورت میں اگر آریہ سماج یا ان کے گرو میں انصاف کا نام و نشان باقی ہوتا تو چاہئے تھا، کہ یہ بیسیوں کتابیں حضرت کرشن جی کے متعلق لکھ کر ان کو (نعوذ باللہ) شہوت پرست ثابت کرتے، اس کے بعد باقی لوگوں کو بھی شہوت پرست ثابت کرتے جنہوں نے تعدد ازدواج کے مسئلہ پر عمل کیا تھا، بعد میں آنحضرت صلعم پر اعتراض کرتے، مگر ان لوگوں کا سب کو چھوڑ کر صرف آنحضرت صلعم پر شہوت پرستی کا الزام لگانا اس امر کا زبردست ثبوت ہے کہ اس قوم اور ان کے گرو میں انصاف بہت کم تھا + (از ریویو آف ریلیجنز اردو بابتہ ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء)

طبی اقوال

کھانا کھانے کے بعد دونوں ہاتھ صاف کر کے آنکھوں پر پھیرنے سے آنکھوں کی روشنائی بڑھ جاتی ہے۔

پیشانی کے دو تین بال پکڑ کر کھینچنے سے چھینک کھلجاتی ہے

پیشاب کو روکنے سے مثانہ کمزور ہو جاتا ہے۔

باجرہ کو کپڑا میں باندھ گرم کر کے سینکنے سے معدہ کا درد دور ہو جاتا ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہایت مبارک اور مسرت انگیز تقریب

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے نکاح کا اعلان

قادیان ۳۰ ستمبر - آج صبح ۷ بجے بہ تقریب نکاح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد اقصیٰ میں اجتماع ہوا جس میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ایک مختصر خطبہ پڑھ کر ایک ہزار روپیہ مہر پر سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے نکاح کا اعلان فرمایا، اس کے بعد دعا کی گئی، خطبۂ نکاح درج ذیل کیا جاتا ہے۔

آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ان آیات میں جو میں نے پڑھی ہیں، تقوےٰ کیواسطے خاص احکام ہیں۔ تقویٰ وہ چیز ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ہے ؎

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

قرآن کریم میں جسقدر تاکید تقویٰ کے واسطے ہے شاید ہی کسی امر کے متعلق ہو، اس لئے نکاح سے بھی تقوےٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں، جب انسان کے دل میں اتقاء ہو، نیت صاف اور نیک ہو، اور احکام الٰہی پر چلنے کی خواہش پائی جاتی ہو، تو یہی تقویٰ ہے، مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ مسجد مبارک میں رونق افروز تھے، میرے ہموطن یعنی بھیرہ کے رہنے والے ایک شخص نے جس کا نام "اسلام" تھا اور جو ان پڑھ تھا، رخصت ہونے کی اجازت طلب کی اور عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی نصیحت فرمائیں، آپ نے اسے فرمایا، تقوےٰ اختیار کرو - وہ اگرچہ ان پڑھ تھا، مگر ہوشیار تھا، کہنے لگا، حضرت تقوےٰ کیا ہے، آپ نے فرمایا جس بات میں دسواں حصہ بھی شبہ کا ہو، کہ شاید یہ ناجائز ہے، اسے چھوڑ دو، یہ تقوےٰ ہے، جس بات کے متعلق کچھ بھی شبہ ہو کہ شاید یہ اچھی نہ ہو، خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو، احکام شریعت کے خلاف ہو۔ اسے چھوڑ دیا جائے، اور ان باتوں کو اختیار کیا جائے، جن کے متعلق کامل طور پر مطابق شریعت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہونے کا یقین ہو۔

خطبۂ نکاح میں تقوےٰ کی آیات پڑھی جاتی اور مسائل و نصائح بیان کئے جاتے ہیں، تاکہ فریقین نیکی و تقوےٰ اختیار کریں، نکاح کی بنیاد تقوےٰ اور پرہیزگاری پر ہے مگر میں وہ مسائل کس کے سامنے بیان کروں، جس کے سامنے میں خود انتہائی عقیدت اور نیازمندی سے سر جھکاتا ہوں، مجھے یہ فخر عطا ہوا کہ میں اعلان نکاح کروں ورنہ میں کوئی نصائح اور مسائل بیان کرنے کے قابل نہیں ہوں کیونکہ ایک طرف حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب ہیں۔ جنہیں میں بچپن سے جانتا ہوں، ان کا میں صرف ایک واقعہ بیان کرتا ہوں، جس سے اندازہ ہو سکے گا، کہ وہ کس پایہ کے انسان ہیں، یہ واقعہ حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق رکھتا ہے، میرا کام ذکر حبیب ہے اسی میں میری خوشی اور اسی میں میری زندگی ہے، میر صاحب کی پہلی شادی کے وقت کوئی بات تھی جو حضرت نانا جان مرحوم نے آپ سے کہی، مگر وہ آپ کو پسند نہ تھی، نانا جان نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اسمٰعیل نہیں مانتا، یہ سنکر آپ نے فرمایا، میں لکھتا ہوں مان جائے گا - اس وقت میر محمد اسمٰعیل صاحب قادیان میں نہ تھے، غالباً لاہور میں تھے، چنانچہ حضور نے لکھا اور آپ مان گئے، یہ فقرہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلا، اس اعتماد کا اظہار کرتا ہے، جو حضور کو میر صاحب کی محبت اور اطاعت پر تھا، یہ ایک ایسا تمغہ ہے کہ گو حکومت نے آپ کو "خانصاحب" کا خطاب دیا ہے۔ لیکن اگر K. C. S. I. کا خطاب بھی دے دیتی، یا اس سے بھی بڑھ کر تو وہ بھی اس کے سامنے ہیچ تھا، پس ایک طرف آپ ہیں، اور دوسری طرف خود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں، حضور کو بھی میں بچپن سے جانتا ہوں، وہ بچپن بھی عجیب تھا، آپ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ نمازوں میں آتے، اس زمانہ میں میں جوان تھا، اور مجھے بھی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ساتھ رہنے کا ویسا ہی شوق تھا جیسا کہ آج کل کے نوجوان حضرت امیر المومنین کے ساتھ رہنے کا شوق رکھتے ہیں، اس بچپن کے زمانہ میں میں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کو نمازوں میں روتے دیکھا، لوگوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی خلافت پر اعتراض کئے، یا بعض کے دلوں میں وساوس پیدا ہوئے، لیکن میری تو یہ حالت تھی، کہ ہمارے دوست شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی گو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں، مگر ان کو یاد ہوگا، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد کوئی بات ان کو ناگوار گذری، وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آج زندہ ہوتے تو ایسا نہ ہوتا، میں نے انہیں کہا آپ صبر کریں۔ جب صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہونگے تو پھر وہی رنگ پیدا ہو جائے گا، جو حضرت مسیح موعودؑ کے وقت تھا، گویا اس زمانہ میں ہمارے قلوب شہادت دے رہے تھے، کہ آپ خلیفہ ہوں گے، حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے ماتحت میں نے عبرانی زبان سیکھی تھی، اسکی مقدس کتابوں میں یہ لکھا ہوا میں نے پڑھا تھا، کہ پہلے مسیح نے تو شادی نہ کی تھی مگر دوسرا مسیح شادی کریگا، اس کے اولاد ہوگی، اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوگا ہم تو اس وقت سے ہی جانتے تھے کہ آپ ضرور خلیفہ ہونگے، بدقسمت ہیں وہ جنہوں نے آپ کی خلافت کا انکار کیا، آج خلافت کے برکات سورج کی طرح ظاہر ہو رہے ہیں، دنیا کے تمام ممالک میں تبلیغ اسلام کیلئے آج مشنری پھیلے ہوئے ہیں، اور اشاعت اسلام کا کام ایسے رنگ میں ہو رہا ہے، کہ اس کی نظیر اسلام کی گذشتہ ایک ہزار سالہ تاریخ میں نہیں ملتی، اور یہ سب کچھ اس پاک وجود کی برکت سے ہو رہا ہے، خدا تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ اپنے پاس سے عطا کیا ہے حضرت مسیح موعودؑ بھی کسی کے شاگرد نہ تھے، اسی طرح آپ بھی کسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے شاگرد نہیں ہیں، بلکہ آپ سکول میں پڑھتے رہے ہیں، مجھ سے بھی پڑھتے رہے ہیں، اس زمانہ میں میں ہیڈ ماسٹر تھا یا مولوی شیر علی صاحب تھے، آپ اس زمانہ میں سکول میں پڑھتے تھے، مگر ہر جماعت میں فیل ہوتے تھے، لیکن ہم پھر بھی اگلی جماعت میں چڑھا دیتے تھے اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ہیں۔ آپ نے مڈل کا امتحان دیا اور میں ساتھ گیا، اس میں بھی آپ فیل ہوئے، پھر انٹرنس کا دیا، اس میں بھی فیل ہوئے، مگر آج آپ کا جو علم ہے، جو عرفان ہے، جو قوت ہے، جو شجاعت ہے، جو تقویٰ ہے، جو طہارت ہے، یہ سب خداداد ہے، خدا تعالیٰ نے ہی آپ کو خلافت عطا فرمائی اور اسی نے اسے چلانے کے لئے ہر قسم کی قوتیں اور طاقتیں عطا کیں، اور خدا ہی آپ کے سب کام کر رہا ہے، ہر شعبہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے علوم عطا کئے ہیں کہ جو علوم لدنی ہیں، چند روز ہوئے، لاہور سے ایک بیرسٹر صاحب یہاں آئے، جو لیبر ممبر ہیں، انہیں لیبر کے متعلق اپنی معلومات پر گھمنڈ تھا، کیونکہ ساری عمر وہ اس موضوع پر کتب کا مطالعہ کرتے رہے ہیں، وہ جب حضور سے ملکر آئے، تو میں نے پوچھا، بتائیے ملاقات ہوگئی، اس پر وہ کہنے لگے، کہ میں تو حیران ہوگیا ہوں، حضرت صاحب نے اس موضوع پر ایسی ایسی کتب کا ذکر کیا ہے، اور ایسے معلومات کا اظہار کیا ہے، جن کی مجھے خبر نہ تھی، میں نے انہیں کہا، کہ ہر شعبہ میں حضور کی معلومات اسی طرح وسیع ہیں، پس ایسے وجود کے سامنے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔

ہاں ایک بات تعدد ازدواج کے متعلق کہہ دیتا ہوں" اس بارہ میں ہماری جماعت کے دوستوں کو حضور کی اقتدا کرنی اور حضور کے نمونہ پر چلنا چاہئے، میں اپنی معلومات اور تجربہ کی بنا پر جانتا ہوں کہ احمدیوں کیلئے لڑکیوں کے رشتے تلاش کرنے میں بہت سی دقتیں ہیں، اس کا علاج ایک یہ بھی ہے کہ تعدد ازدواج کو جاری کیا جائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض عورتیں اسے ناپسند کرتی ہیں اور اسی طرح بعض مرد بھی اس بات کو بُرا سمجھتے ہیں کہ کسی ایسی جگہ اپنی لڑکی کی شادی کریں، لیکن یہ قرآن کریم احادیث نبوی اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے خلاف ہے کہ ایسا خیال کیا جائے، جس امر کو خدا نے جائز قرار دیا اُسے ناجائز کہنا گناہ ہے، جو عورتیں اسے ناپسند کرتی ہیں، وہ دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے حالات کو بہتر بنا سکتا ہے، ولایت میں ایک نوجوان لیڈی میرے زیر تبلیغ تھی، میں نے اسے نصیحت کی کہ شادی کرلو، اس نے کہا کہ

I don't belive in marriage.

میں نے اسے کہا۔ اگر تمہاری والدہ بھی اسی عقیدہ کی ہوتیں تو تمہارا وجود کس طرح دُنیا میں ہوتا، اس پر وہ ہنس پڑی یہ فرائض ہیں جو خدا تعالےٰ نے مقرر کئے ہیں اور ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔ امریکہ میں میں نے ایک نوجوان عورت کو شادی کرنے کی نصیحت کی، تو اس نے جواب دیا کہ تم مرد عورتوں کو بچے پیدا کرنے کی مشینیں سمجھتے ہو، میں نے اسے جواب دیا، کہ یہ صحیح نہیں، میں عورت کو اس سے بہت بلند سمجھتا ہوں، لیکن یہ عورتوں کا ہی فرض ہے، اگر وہ اسے ادا کرنا چھوڑ دیں، تو کیا مرد ادا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کیلئے جو فرائض مقرر کئے ہیں، اگر وہ خدا کی رضا پر چلتے ہوئے انہیں کرتے چلے جائیں تو سب کے لئے ثواب کا موجب ہو۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں، مسائل کی طرف جانے کی مجھے ضرورت نہیں، فریقین مجھ سے بہت بہتر جانتے ہیں، اسلئے اس مختصر سی تقریر پر میں خطبہ ختم کرتا ہوں اور اعلان نکاح کرتا ہوں۔ (الفضل)

ایڈیٹر صاحب "ریاست" کے بہتان کی تردید

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم۔

اظہار افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ جناب نے حال ہی میں ۲۶/۸/۳۵ کے پرچہ ریاست میں دربار منگرول کے خلاف "نئی روشنی" جیسی ناقابل اعتماد اخبار کا اقتباس شائع کر کے ریاست کے صدق پسند باشندوں کے دلوں کو رنجیدہ کیا، لہٰذا مناسب معلوم ہُوا کہ جناب کو حقیقت حال سے مطلع کر کے اس اقتباس کی تردید کی استدعا کروں۔

ایک شخص مسمی کشوری لال ساکن اجمیر جس نے اپنا نام یہاں پر ور لال اچمل ظاہر کیا، ۱۰/مئی کو بحالت مرض مانگرول میں وارد ہُوا، اور مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی سرائے میں کہ جس میں مسافروں کی خوراک کا انتظام اہل محلہ کر دیتے ہیں، فروکش ہوا، شخص مذکور نے ۱۷/مئی کو بلا ترغیب و تربیت جامع مسجد میں مجمع عام کے سامنے امام مسجد کے ہاتھ پر اسلام کو قبول کیا، اس کے اسلام لانے سے قبل یہاں کے چند ایک بنیوں نے اسے مسلمان ہونے سے بہت کچھ روکا۔ مگر ان کی تمام کوششیں بےسود رہیں، یہ نومسلم ۱۰/جون تک بلا کسی پابندی کے اسی سرائے میں مقیم رہا اور دن کا اکثر حصہ یہاں کے بنیوں کی ملاقاتوں میں گذارتا، اس کے حرکات و سکنات سے تو اسی وقت ٹپکتا تھا کہ یہ کسی مفسد شخص کے ایما سے اظہار اسلام کر رہا ہے اور جس کی تصدیق اس کے نام کے تبدیل کرنے اور خصوصاً اس قدر دور و دراز سے یہاں آکر اسلام کے قبول کرنے اور پھر جلدی ہی ریاست کے برخلاف غلط اتہامات لگانے سے پوری ہو گئی۔ یہ شخص ۱۰/جون کو یہاں کے ایک بنئے مسمی جگ جیون تلک چند درباری کے ساتھ جو کہ اپنی شر انگیزی اور فتنہ پردازی کی وجہ سے دور و نزدیک مشہور ہے مگر اپنی جماعت میں رسوخ نہ ہونے کے باعث اس کا فتنہ ہمیشہ ناکامیاب رہا، چلا گیا۔

یہاں کے دربار و دیگر اراکین ریاست کو اسوقت تک اس معاملہ سے قطعاً کوئی اطلاع نہ ہوئی، جب کہ "جنم بھومی" نے اس واقعہ کو ایک نہایت ہی غلط پیرایہ میں صریح کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے شائع کیا، چنانچہ اس خبر کی تردید فوراً صاف طور پر مختلف اخباروں میں کر دی گئی،

دربار مانگرول ایک نہایت آزاد خیال، صلح پسند اور غیر متعصب ہستی ہیں، آپ کا اپنی رعیت سے سلوک نہایت ہمدردانہ اور منصفانہ ہے، مذہبی معاملہ میں آپ کا قرآنی مقولہ لا اکراہ فی الدین (دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں) تو زبان زد عام ہے، نیز یہاں کی مسلمان رعایا بھی دیگر کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں کی طرح جاہل نہیں بلکہ وہ بھی لا اکراہ فی الدین کے قرآنی و اسلامی اصول سے پورے واقف ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں، لہٰذا یہاں پر کسی کو جبراً مسلمان بنانے کا کسی کو خواب و خیال تک بھی نہیں، ہاں خوشی سے جو مسلمان ہوا اسکو کسی قسم کی روک تھام بھی یہاں نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں مندرجہ بالا بیان کی صداقت اور دربار مانگرول کے غیر متعصبانہ سلوک کے ثبوت کیلئے ذیل کی چند ایک باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

(۱) شہر کے جنوبی دروازہ پر اہل محلہ کیلئے کہ جمیں شہر کے لوہار، بڑھئی، راباری اور دیگر اہل پیشہ ہنود رہتے ہیں، نیز مانگرول بندر کے قریباً ایک ہزار ہندو ملاح جو کہ شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے شہر میں ایک بڑے سرکاری ہسپتال کے ہوتے ہوئے محض ان کی دوری اور تکلیف کو مدنظر رکھکر دربار صاحب نے ایک ڈسپنسری بنوا کر دی ہے جس سے ان لوگوں کو بے انتہا فائدہ ہے اور وہ حد درجہ ممنون و محظوظ ہیں۔

(۲) ریاست کے دیہاتی علاقہ کے لئے کہ جس میں ہندوؤں کی اکثریت ہے ایک مستقل ڈاکٹر مقرر فرمایا ہوا ہے، جو مہینہ میں ۲۲ دن دورہ کر کے مریضوں کا مفت علاج کرتا ہے،

(۳) اس سال دربار صاحب نے اپنی جیب خاص سے دو کمرے مسلمانوں کے لئے دو ہندوؤں کے لئے اور تین اچھوتوں کے لئے بنوائے ہیں، تاکہ موسم برسات میں غریب رعایا کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے اور وہ کسی فوری تکلیف پر ان کمروں میں رہ سکیں۔

(۴) عام ہسپتالوں میں دربار صاحب نے اپنے جیب خاص سے ہندوؤں کے لئے ایک سپیشل وارڈ تعمیر کروایا ہے۔

(۵) اکثر ہندو دیوستھانوں کے لئے ریاست سے سالیانہ مقرر کرنے کے علاوہ وقتاً فوقتاً اپنے جیب خاص سے نقد رقومات سے امداد فرماتے ہیں۔

(۶) حال ہی میں آپ نے ایک لاکھ سے مزید رقم ایسے کام پر صرف کرنے کا تہیہ کیا ہے کہ جس میں آپ کی رعیت کو بلا امتیاز مذہب عام طور پر فائدہ پہنچ سکے

(۷) آپ نے ۹۳۰۷۰/۹/۲۴ کی کثیر رقم سے ایک وقف فنڈ قائم کیا ہوا ہے، جس کے اغراض و مقاصد سے یہ بھی ہے، کہ مانگرول کی رعایا کو بلا لحاظ مذہب و ملت یکساں طور پر بغرض تعلیم مدد دی جائے چنانچہ اسی طرح پر امداد کی جاتی ہے۔

(۸) یہاں ملازمتوں میں بھی کوئی ہندو مسلم کا سوال نہیں، بلکہ دونوں قوموں کو مساویانہ طریق پر ملازمتیں ملی ہوئی ہیں جس کے ثبوت کے لئے میں آپکو "گجرات ٹائمز" کا ایک پرچہ جس میں کسی نے ملازمتوں کی مفصل کیفیت کو تحریر کیا ہے روانہ کر رہا ہوں۔

(۹) سرکار عالی نے ایک خیراتی فنڈ جیب خاص سے ماہانہ مقرر کیا ہوا ہے، جس میں ہندو مسلمان اپاہجوں کو اور ان ضعیف لوگوں کو جو کہ کام کرنے سے عاجز ہوں مقررہ رقومات دی جاتی ہیں، اور جس کی تقسیم کے لئے ایک خاص نظام مقرر فرمایا ہوا ہے،

(۱۰) دیہات میں ہر سال رعایا پر بلا لحاظ مذہب و ملت کثیر غلہ اور کپڑا تقسیم فرمایا کرتے ہیں۔

(۱۱) اہل ہنود کے مختلف تیوہاروں میں رئیس خود جلوس میں شامل ہوتے ہیں اور ہندو پجاریوں کو مقررہ وظائف اپنے دست خاص سے مرحمت فرماتے ہیں۔

میں نے یہاں کی مختصر حقیقت تحریر کی ہے، ہاں اگر آپ کو اس کی راستی میں کسی قسم کا شک ہو تو آپ بخوشی یہاں آ کر صورت حال کو مطالعہ کر سکتے ہیں اور اگر آپ نے اس بیان میں کسی قسم کی کذب بیانی ثابت کی تو آپ کی آمد و رفت کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا۔

(از نامہ نگار منگرول)

زندہ دل محبان ملک و ملت کی خدمت میں اپیل

آپ کو معلوم ہوگا کہ ۲۶؍اور ۲۷؍اکتوبر ۳۵ء کو پانی پت میں مولانا الطاف حسین حالی مرحوم کی صد سالہ سالگرہ کا جشن منعقد ہو رہا ہے، حالی مرحوم ان بزرگوں میں سے تھے جن کی ذات انفرادیت کے گرداب سے نکلکر حیات قومی کے محیط بیکراں میں اس طرح گھل مل جاتی ہے کہ جب تک ان کی قوم زندہ رہتی ہے، وہ بھی زندہ رہتے ہیں، خدا کے فضل سے حالی کی قوم زندہ ہے اور زندہ رہیگی وہ آج اپنے شاعر کی صد سالہ سالگرہ منا رہی ہے اور ہر سو سال کے بعد اسی طرح مناتی رہیگی، انشاء اللہ الحی القیوم

حالی ملت کا دل اور ملک کی زبان تھا، امید و بیم کی لہریں جو قلب ملت کی گہرائیوں میں پیدا ہوئیں، حالی کے دل میں مد و جزر بن کر اٹھیں اور دیس کا ترانہ جو ملک کے لبوں تک آ کر رہ جاتا تھا، حالی کی زبان سے حب وطن بن کر نکلا، حالی کی یاد اصل میں اس انقلاب کی یاد ہے جو قوم کے مزاج اور ملک کے مذاق میں پچھلی صدی کے آخر میں پیدا ہوا، جشن حالی ملک اور قوم کی بیداری کا جشن ہے۔

حالی سر سید مرحوم کا دست و بازو تھا جنہوں نے قومی تعلیم کے ذریعہ اصلاح و ترقی کی بنیاد ڈالی اور اس بنیاد پر ایک رفیع الشان عمارت کھڑی کر دی، تعلیمی کانفرنسوں میں جہاں سر سید کی بارعب آواز گونجتی تھی، اور ہماری سوئی ہوئی عقلوں کو جھنجوڑ کر بیدار کر دیتی تھی، وہاں حالی کی پر سوز آواز بھی لہکتی تھی، اور ہمارے بجھے ہوئے دلوں میں آگ لگا دیتی تھی، قومی تعلیم میں جب تک سر سید کا ڈنکا بجتا ہے، حالی کا سکہ بھی چلتا رہیگا۔

جو تعلق حالی کو قومی تعلیم سے تھا، اُسے دیکھتے ہوئے جشن حالی کی صدارت کے لئے قومی تعلیم کے گل سرسبد ہز ہائینس فرماں روائے بھوپال خلد اللہ ملکہٗ کا انتخاب قوم کے حسن انتخاب اور خوش نصیبی کی دلیل ہے، ہز ہائینس کو ان کی مادر مہربان علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ جنت مکانی نے رئیسوں کے مدرسے میں تعلیم دلانے کی بجائے سب سے بڑی قومی تعلیمگاہ میں بھیجا، جہاں سے وہ سچے سردار قوم اور محب وطن بنکر نکلے۔

ہز ہائینس کا منتظمین جشن حالی کی درخواست کو شرف قبول بخشنا، اور اس جشن کی صدارت قبول فرمانا اتنا بڑا احسان ہے جس کا شکریہ ساری قوم کو ملکر کرنا چاہئے۔

ہم کل محبان ملک و ملت اور حامیان علم و تعلیم سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ جشن حالی کو کامیاب بنانے کیلئے کوئی امکانی کوشش اٹھا نہ رکھیں، ہمیں امید ہے کہ ملک کے ہر گوشہ سے ارباب ذوق پانی پت تشریف لا کر ۲۶؍ ۔ ۲۷؍اکتوبر کو جشن حالی میں شریک ہوں گے اور ملک کی کل انجمنیں اور تعلیم گاہیں اپنے اپنے نمائندوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو اس مبارک تقریب میں شرکت کیلئے بھیجیں گی۔

ہم اس موقعہ پر اہل ہمت کو حالی میموریل فنڈ کی طرف توجہ دلاتے ہیں، جو بتیس سال سے حالی مرحوم کے وطن پانی پت میں نہایت قابل قدر علمی اور تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے، جس کی نگرانی میں حالی مرحوم ہی کا قائم کیا ہوا ایک ہائی اسکول اور متعدد ابتدائی مدارس اور ایک علمی رسالہ اور ایک کتبخانہ چل رہا ہے، زندہ دل اہل ملک سے یہ توقع ہے کہ وہ اس موقع پر حالی میموریل فنڈ کیلئے اتنا سرمایہ فراہم کردیں گے، کہ وہ آئے دن کی مالی پریشانیوں سے نجات پاکر اپنا کام اطمینان سے انجام دے سکے، ہم تمام قومی اخباروں سے اپیل کرتے ہیں کہ اپنے ناظرین کو جشن حالی کی شرکت اور حالی میموریل فنڈ کی امداد پر آمادہ کرکے حُبّ قومی کا ثبوت دیں۔

جشن میں شرکت کی اطلاع اور میموریل فنڈ کا چندہ خواجہ سجاد حسین صاحب بی اے سابق انسپکٹر مدارس و آنریری سکرٹری حالی میموریل فنڈ ایسوسی ایشن وسکرٹری استقبالیہ کمیٹی حالی سینٹنری پانی پت کے پتہ سے بھیجنا چاہئے۔

الملتمسین

(نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حاجی) محمد حبیب الرحمٰن (خاں صاحب شروانی) حبیب گنج، ضلع علی گڈھ۔

(مولانا خواجہ) حسن نظامی (صاحب) درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب قدس سرہٗ۔ دہلی۔

(کرنل سر پنڈت) کیلاش نرائن ہکسر (صاحب نائٹ ایم اے سی ایس آئی پولیٹیکل ممبر کونسل) گوالیار۔

(آنریبل خان بہادر صاحبزادہ نواب سر) عبد القیوم (خانصاحب کے سی آئی ای منسٹر گورنمنٹ صوبہ سرحدی) پشاور۔

(ڈاکٹر) ضیاء الدین احمد (صاحب ایم اے پی ایچ ڈی ڈی ایس سی سی آئی ای ایم ایل اے وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی) علی گڈھ۔ وغیرہ وغیرہ۔

طبی اقوال

دن میں تین چار دفعہ ٹھنڈے پانی سے آنکھوں کو دھونے سے بینائی بڑھتی ہے۔

پیاز اعلیٰ درجہ کا قبض کشا ہے اور اس سے بیخوابی دور ہو جاتی ہے۔

آنکھ تھک جائے تو شوخ رنگ ریشم کے کپڑے کی طرف چند منٹ دیکھتے رہیں، تو تھکاوٹ دور ہو جائے گی۔

نومسلموں کے متعلق اسلامی انجمنوں کے فرائض

بمبئی کے ایک پادری نے لکھا ہے کہ جو شخص ان کے مذہب میں داخل ہوتا ہے، اس کا نام کئی رجسٹروں میں درج کیا جاتا ہے، اس کی قابلیت کے مطابق اسے نوکری دلادی جاتی ہے، اگر پیشہ ور ہے تو کسی کارخانہ میں بھرتی کرادیا جاتا ہے، ہر عیسائی کا فرض ہے کہ اس کی اخلاقی اور مالی امداد کرے، اگر وہ شادی شدہ نہ ہو، تو اس کی شادی کرادی جاتی ہے، دولتمند اور مالدار عیسائیوں کے لئے اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ اور خوبصورت عیسائی عورتیں مہیا کی جاتی ہیں، الغرض عیسائیت قبول کرنے والوں کی پوری پوری خبرگیری اور نگہداشت کی جاتی ہے۔

ایک نومسلم کی داستان غم

اب اس کے مقابلہ پر ذرا ایک نومسلم بنگالی نوجوان کی داستان غم بھی سن لو، اس کی عمر ۲۰ - ۲۲ سال کے قریب تھی ایک مولوی صاحب بنگال میں تبلیغ اسلام کا کام کرتے تھے اتفاقاً ان سے نوجوان مذکور کی ملاقات ہوگئی، اور وہ مسلمان ہوگیا، لیکن اسے اسلام کی کوئی تعلیم نہیں دی گئی، نومسلم نوجوان نے اپنی بیوی سے اپنے مسلمان ہونے کا ذکر کیا، تو وہ نیک بخت بھی مسلمان ہوگئی، کیونکہ وہ اپنے خاوند کا ساتھ چھوڑنا گوارا نہ کرسکتی تھی، وہ ایک دولتمند اور خوشحال خاندان کے ارکان تھے، اس لئے مسلمان ہونے کے بعد وطن میں رہنا ان کے لئے ناممکن تھا، مولوی صاحب نے ان کے حال پر یہ مہربانی کی کہ انہیں کلکتہ پہنچادیا، جہاں ایک دولتمند مسلمان نے انہیں اپنے گھر میں جگہ دیدی، لیکن انہیں کھانے کے لئے باسی چاول اور تھوڑی سی دال کے سوا کچھ نہ ملتا، عورت کے پاس ایک ساڑھی تھی جس سے وہ اپنا تن ڈھانپتی، جب بیچاری نے غسل کرنا یا ساڑھی کو دھونا ہوتا، تو کمرہ میں اسوقت تک بند رہتی، جبتک کہ ساڑھی خشک نہ ہو جاتی، نومسلم نوجوان بعض مقامی مسلمانوں سے ملا، اور اپنی دردناک کہانی سنائی، انہوں نے کہا کہ جامع مسجد میں جاؤ، چندہ جمع ہو جائے گا، لیکن اس غیور نوجوان نے بھیک مانگنے کی ذلت کو گوارا نہ کیا۔

یہ واقعہ مشتے نمونہ از خروارے کا حکم رکھتا ہے ایسے ایسے بے شمار واقعات پیش آتے رہتے ہیں، عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ نومسلم مرد و زن کسی مولوی یا خطیب کا پروانہ ہاتھ میں لئے شہر بشہر، گلی بہ گلی، کوچہ بہ کوچہ، اور مسجد بہ مسجد گداگری کرتے پھرتے اور مسلمانوں سے چندہ وصول کرتے یا بالفاظ دیگر بھیک مانگتے پھرتے ہیں، مسلمانوں کی اس حالت پر افسوس آتا ہے، کہ وہ انگلستان، امریکہ اور سپین میں اشاعت اسلام کے لئے کوئی فنڈ کھولنا ضروری نہیں سمجھتے، جس کا نتیجہ ظاہر ہے، کہ یہاں نومسلم ذلیل و خوار ہو کر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ انسان عاقبت سنوارنے کیلئے مسلمان ہوتا ہے، دولت دنیا کی خاطر مسلمان نہیں ہوتا لیکن نومسلموں کو ناداری اور احتیاج سے بچانا ہر مسلمان کا فرض ہے تاکہ وہ مرتد نہ ہو جائیں، انہیں قرآن کی تعلیم دینی چاہئے، اور دینی احکام و مسائل سے پورا واقف بنانے کی سعی بلیغ کرنی چاہئے۔

دنیا کی دولت، عزت اور وجاہت مسلمانوں کے پاس نہیں ہے، ایک اللہ کا نام اور ایمان و اسلام کی دولت ان کے پاس ہے، جو ان کی متاع عزیز ہے اور اسی کی اشاعت ان کا فرض ہے، اسلام پاک اپنی صداقت کے زور سے پھیلا، اور سچائی کی طاقت سے بڑھتا رہیگا لیکن مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ادارے ضرور کھولیں، ایک مسلمانان ہند کی دینی اصلاح کا ادارہ اور دوسرا اشاعت اسلام کا شعبہ جو نومسلموں کی فلاح و بہبود کا بھی ذمہ دار ہو۔

اسلام نے قلت تعداد کی کبھی شکایت نہیں کی کیونکہ سچے اور پکے مسلمان خواہ تعداد میں تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں، کروڑوں نام نہاد مسلمانوں سے ہزار درجہ زیادہ اچھے ہیں، مٹھی بھر صحابہ کرام اور ان کے ساتھیوں نے ایران، عراق، شام، فلسطین اور مصر وغیرہ ممالک کو چند سالوں کے اندر فتح کرلیا تھا، کیونکہ ان کی قوت ایمانیہ بڑی ہی زبردست تھی، سب سے بڑا معرکہ جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ہوا وہ جنگ یرموک تھا

(بقیہ مضمون برصفحہ ۱۴ ملاحظہ ہو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیت نمبر ۴۴۰۵

منکہ نذیر احمد افریقی ولد بابو فقیر علی صاحب اسٹیشن ماسٹر قوم صدر پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج ۲۹ ۷/۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اسوقت میری منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے اور آج کل میرا گزارہ میری تنخواہ پر ہے، جو آجکل -/۸/۸۲ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا پندرہ فی صدی بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرتا رہوں گا میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے چوتھے حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی، اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں، تو میرے متروکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ اداشدہ شمار ہوگا۔ العبد نذیر احمد افریقی کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان بقلم خود ۲۹ ۷/۳۵ - گواہ شد سید بشیر احمد کارکن دعوۃ و تبلیغ - گواہ شد عطا محمد محرر صدر انجمن احمدیہ قادیان ۲۹ ۷/۳۵ -

وصیت نمبر ۴۳۶۶

منکہ ملک فیروزالدین ولد ملک حسن محمد صاحب قوم ککے زئی پیشہ بیوپار عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن ساہووالہ ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۶ ۵/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں،

میری موجودہ جائداد ایک مکان قیمتی دوہزار ساہووالہ ضلع سیالکوٹ میں ہے، نقد جو بیوپار میں لگایا ہوا ہے -/۸۰۵۰ روپیہ ہے، کل جائداد -/۱۰۰۵۰ روپیہ کی ہے میرے مرنے کے وقت میرا جو متروکہ ثابت ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، میری سالانہ آمدنی ماہوار آمدنی جو ہوگی، اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، جو رقم اپنی وصیت بطور حصہ جائداد داخل کرونگا، وہ متروکہ کے حصہ وصیت سے منہا متصور ہوگی

العبد ملک فیروزالدین ولد ملک حسن محمد صاحب ساہووالہ ضلع سیالکوٹ بقلم خود - گواہ شد محمد عبداللہ ولد اللہ رکھا قوم ککے زئی، ساہووالہ - گواہ شد حکیم عبدالحی قریشی ولد حکیم محمد شریف صاحب ساہووالہ ضلع سیالکوٹ بقلم خود

وصیت نمبر ۴۲۵۵

منکہ عطاء الرحمان ولد حافظ محمد امین صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر بائیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۰ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں، اسوقت میری ماہوار آمد سولہ روپے تنخواہ ہے، میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا، میرے مرنے کے وقت جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں، تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی، العبد عطاء الرحمان کلرک نظارت تعلیم وتربیت قادیان ۱۰ ۱۲/۳۴ - گواہ شد محمد الدین ملتانی دارالبرکات قادیان - گواہ شد عطا محمد محرر صدر انجمن احمدیہ قادیان بقلم خود۔

وصیت نمبر ۴۴۱۳

منکہ شیخ عبدالواحد ولد شیخ عبدالحق صاحب قوم شیخ پیشہ تبلیغ عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱ ۸/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے، اسوقت میرا گذارہ صرف میری ماہوار آمد پر ہے، جو کہ مبلغ پندرہ روپیہ ہے، اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں، نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد جو میری منقولہ یا غیر منقولہ جائداد پائی جاوے، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد شیخ عبدالواحد فاضل جامعہ قادیان۔ گواہ شد عبداللہ زیروری مولوی فاضل قادیان گواہ شد سید محمود احمد ٹھیکیدار قادیان -

وصیت نمبر ۴۳۹۳

منکہ بشیر احمد ولد چوہدری محمد خان صاحب قوم گوندل پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۹ شمالی سرگودھا ڈاکخانہ خاص بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۱ ۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں، میرے پاس نقدی مبلغ -/-/۲۳۰ روپیہ ہیں جن کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ -/۲۳ بذریعہ منی آرڈر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں گا، اس کے علاوہ میری ماہوار آمد مبلغ -/-/۴۰ روپے ہے، میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہوں گا، میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو، اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

العبد بشیر احمد بی۔اے، حال منیجر محمود آباد سٹیٹ ڈاکخانہ ہنی سر تعلقہ عمرکوٹ، ضلع تھرپارکر سندھ گواہ شد سید علی اصغر شاہ موصی ۲۴۶۱ محمود آباد سٹیٹ سندھ - گواہ شد سلطان احمد ولد قل احمد محمود آباد سٹیٹ سندھ

بقیہ مضمون صـ ۱۳

اس میں بھی مسلمانوں کی فوج صرف ۳۶ ہزار تھی، اور رومی کئی لاکھ تھے، اس فتح عظیم نے قرآن کے اس ارشاد کی تصدیق کردی تھی کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ۔

افسوس ہے کہ اسلامی انجمنیں مثلاً انجمن حمایت اسلام لاہور یا انجمن اسلامیہ پنجاب وغیرہ بھی نومسلموں کی مسلمان ہونے کے بعد کوئی خبر نہیں لیتیں۔ اس سلسلہ میں ان کی غفلت اور کوتاہی قابل افسوس اور تاسف انگیز ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے کوئی نئی انجمن بننی چاہئے ہمارے خیال میں لوگ ایسی انجمن کا بڑی خوشی سے خیر مقدم کریں گے ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن رجسٹرڈ دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں، اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں، کیونکہ دل میں نئی اُمنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا بس اس اکسیر پر ختم ہے، ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ڈاکٹر صاحبان اکسیر البدن کو ہی ترجیح دیتے ہیں

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس اے ایس۔ آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا، اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا ہے، جس کیلئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔"

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو ہی پسند کرتے ہیں!

کیونکہ ضعف بصر، ککرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوندا، ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے، قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالےٰ

تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا، گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی، ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا، مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے، اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے، مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے،

ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بیچینی، سستی اور اُداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے ۲۰ محصول ڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جسکی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے آج تک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف، ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی، کیلئے اکسیر قصہ کوتاہ۔ قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے، مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے، قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمان صاحب ایرایر آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی، میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے یہ تریاق ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی، اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے اگر اسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"زندگی کا رہبر" کہا جائے، تو بجا ہے، ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو، زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے، قیمت صرف تین روپے (۳ے) محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کیطرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے، اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے، صرف ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے مفرح دل اور مقوی دماغ، جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بےچینی، گھبراہٹ، سُستی اور اُداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاءاللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے (۵ے) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باد گولہ پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے، قیمت صرف دو روپے (۲) محصول ڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے، کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پائخانہ صاف نہ ہو، تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آ جاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے، اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے، اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے (۲)۔ محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے، پھر اس کا چھوٹنا مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاءاللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی۔ قیمت یکصد گولی دو روپے (۲) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت ... ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اُکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی، تو بھی تھوڑی تھی مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف ۳ے (تین روپے) رکھی جاتی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

بلیس سالہ احتلام، جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب مگھال ڈاک خانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی، اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ ۲۰ بیس سالہ کے امراض احتلام، جریان، سستی وغیرہ جاتی رہی اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو، تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بےچینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں، اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے، ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے، جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ محصول ڈاک علاوہ۔

بال اُڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)